بھائی کا قتل
اشتیاق احمد

روح اللہ کے نام سے مجرموں امریکان اور شیاطین کو ختم کرنے والا ہے

محمود، فاروق، فرزانہ اور

انسپکٹر جمشید سیریز 674

کہانی کا قتل

اشتیاق احمد

اس ناول کے نام، واقعات اور کردار سب فرضی ہیں۔
کسی قسم کی مماثلت کے لئے ادارہ یا مصنف ذمہ دار نہ ہوگے

نام ناول..................کہانی کا قتل

ناشر..................اشتیاق احمد

تزئین..................محمد سعید نامدار

سرکولیشن..................محمد یار میجر

کمپوزر..................اے۔ آر۔ فاروقی

قیمت..................18/روپے

حاجی عنصر پرنٹرز سے چھپوا کر انداز بک ڈپو لاہور سے شائع کیا۔

انداز بک ڈپو

9/12 نصیر آباد۔ ساندہ کلاں۔ لاہور

فون 7112969-7246356

اسٹاکسٹ: محبوب بک ڈپو۔ اردو بازار لاہور

حدیث نبوی ﷺ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے حضرت زین العابدین نے رسول اللہ ﷺ کی ایک طویل حدیث روایت فرمائی جس کے آخر میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ "ایسی امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں میں ہوں، بیچ میں مہدی اور آخر میں مسیح (علیہ السلام) ہیں؟ لیکن درمیانی زمانے میں ایک کج رو جماعت ہوگی، وہ میرے طریقے پر نہیں میں ان کے طریقے پر نہیں۔

(مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "خوب سن لو عیسیٰ ابن مریم کے اور میرے درمیان نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی رسول۔ یاد رکھو کہ وہ میرے بعد میری امت (کے آخری زمانہ) میں میرے خلیفہ ہوں گے، یاد رکھو وہ دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے، اور جزیہ موقوف کر دیں گے، اور جنگ ختم ہو جائے گی، یاد رہے تم میں سے جو ان کو پائے انہیں میرا سلام پہنچا دے۔

(الدر المنثور ص ۲۴۲ ج ۲ بحوالہ طبرانی)

دو باتیں

السلام علیکم!

یہ کہانی کا حق کی دو باتیں ہیں... چلیے اس بہانے آپ کو ناول کا نام معلوم ہو گیا... آپ کہہ اٹھیں گے... وہ تو ہمیں سرورق دیکھ کر ہی ہو گیا تھا... لیجیے سرورق پر ایک بات یاد آگئی... کچھ قارئین اور بک سٹال مالکان کا خیال ہے کہ یہ آج کل کیسے سرورق بنوانے لگے ہیں...

مہنگائی کا زمانہ ہے... سرورق اب دو رنگوں میں چھپوائے جا رہے ہیں۔ اس طرح اخراجات کچھ کم ہوئے ہیں اور میں نے قدرے سکون کا سانس لیا ہے... کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں... کہ میں سکون کا سانس لے سکوں... اس سے بھی زیادہ سکون کا سانس، میں ایک رنگ کے سرورق بنوا کر لے سکتا ہوں... لیکن پھر آپ کچھ زیادہ بے سکونی محسوس کریں گے... اور میں ایسا نہیں چاہتا...

ویسے میری کوشش ہے... سرورق پھر سے چار رنگ میں بنوایا کروں... آپ دعا کریں... اور ناول پڑھنے والے مزید دوست پیدا کریں... آپ میں سے ہر ایک اگر صرف ایک دوست کو بھی ناولوں کا قاری بنا دے تو سرورق چار رنگوں میں چھپوانا میرے ذمے... گویا آپ کے ذمے یہ... اور میرے ذمے وہ... یہ میں کیا... یہ ہو کر نے لگا... بے کوئی تک...

اشتیاق احمد

... ناکلرو

جاوید شانی کے فون کی گھنٹی بجی... انہوں نے بے خیالی کے عالم میں ریسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا، وہ اس وقت اخبار پڑھ رہے تھے، ناشتے کی میز پر اخبار پڑھنا ان کا محبوب مشغلہ تھا... جب تک ہاتھ میں اخبار نہ ہوتا، ناشتا نہ کرتے... دوسری طرف سے ایک باریک سی آواز سنائی دی:

"آپ جاوید شانی ہیں۔"

"جی... جی ہاں... بول رہا ہوں۔"

"آپ آج شام سات بجے مجھ سے ملاقات کر رہے ہیں۔"

ان کی پیشانی پر بل پڑ گئے... اخبار رکھ کر وہ پوری طرح فون کی طرف متوجہ ہو گئے:

"میں سمجھا نہیں جناب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

"آپ آج شام سات بجے مجھ سے ملاقات کر رہے ہیں۔"

"یہ حکم ہے... اطلاع ہے... یا سوال؟" انہوں نے جھلا کر کہا۔

"اطلاع... میں آپ کو اطلاع دے رہا ہوں کہ آپ آج شام

سات بجے مجھ سے ملاقات کر رہے ہیں... یہ ملاقات کہاں ہو گی، یہ میں آپ کو پھر بتاؤں گا..."

"آخر میں آپ سے ملاقات کے لیے کیوں آؤں... پہلے تو آپ میرے اس سوال کا جواب دیں۔"

"اس لیے کہ آپ آنے پر مجبور ہیں۔"

"یہ آپ سے کس نے کہہ دیا۔" انہوں نے جھلا کر کہا۔

"یہ میں نے اپنے آپ سے کہہ دیا ہے کہ آپ میرے پاس آنے پر مجبور ہیں۔"

"آپ کی ایک بات بھی میرے پلے نہیں پڑی... مہربانی فرما کر وضاحت کریں۔"

"آپ چاہیں اور میں وضاحت نہ کروں... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"شکریہ... تو پھر کریں وضاحت۔"

"ہاں ضرور... کیوں نہیں... میرے پاس کچھ چیزیں ہیں... آپ ان چیزوں کو ضرور بہت غور سے دیکھنے کی کوشش کریں گے۔"

"کس قسم کی چیزیں۔" انہوں نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"ان کا تعلق بتانے سے نہیں... صرف دیکھنے سے ہے... دیکھ کر آپ کے ہوش اڑ جائیں گے۔"

"تب پھر میں نہیں آؤں گا، اس لیے کہ مجھے اپنے ہوش اڑوانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔"

"بہت خوب، میرا خیال تھا، آپ یہی کہیں گے۔"

"پھر کیوں فون کیا۔"

"آج کی ڈاک سے آپ کو ایک لفافہ ملنے والا ہے۔"

"کیا مطلب... کیسا لفافہ؟" اس نے چونک کر کہا۔

"لفافہ دیکھ کر اندازہ ہو جائے گا کہ وہ کیسا ہے... اس لفافے کو دیکھنے کے بعد ہی آپ کا فیصلہ معلوم کروں گا... کہ آپ مجھ سے ملنے کے لیے آ رہے ہیں یا نہیں۔"

"میں پھر بھی نہیں آؤں گا۔" جاوید شانی نے برا سا منہ بنایا۔

"ابھی آپ نے وہ لفافہ نہیں دیکھا... میں ایک گھنٹے بعد فون کروں گا..." ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا... ابھی ڈاک نہیں آئی تھی... ان کے چہرے پر الجھن اور پریشانی صاف نظر آنے لگی تھی... آخر ڈاک آ گئی... اس میں جہاں کاروباری خطوط تھے... وہاں ایک ایسا خط بھی تھا جس پر بھیجنے والے کا نام پتا نہیں تھا... لفافہ بھی عجیب سے رنگ کا تھا... انہوں نے سوچا... ہو نہ ہو... یہی وہ لفافہ ہے... وہ تھا بھی کافی موٹا اور وزنی... آخر انہوں نے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ لفافہ کھولا، اس میں کمپیوٹر پر ٹائپ کیے گئے الفاظ میں ایک خط تھا... لکھا تھا:

"آپ کو میرا خط مل گیا نا... اب اس کی ہدایت پر عمل کرنے میں ہی آپ کی بہتری ہے... ہدایت دوسرے کاغذ پر ہے..."

انہوں نے دوسرا کاغذ کھولا... اس پر لکھا تھا:

"لفافے میں آپ کو ایک وڈیو کیسٹ ملے گی...
اس کو وی سی آر پر لگا کر دیکھ لیں... اور میرے
فون کا انتظار کریں..."

اب انہوں نے اس کیسٹ کو دیکھا... جونہی کیسٹ شروع ہوئی... ان کا دل زور سے دھڑکا... پھر ان کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے... جسم پسینے پسینے ہونے لگا... یہاں تک کہ جب کیسٹ ختم ہوئی، ان کا جسم مکمل طور پر بھیگ چکا تھا اور یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کپڑوں سمیت نہائے ہوں... ایسے میں اچانک فون کی گھنٹی بجی... ان کا دل زور سے دھڑکا... تھر تھر کانپتے ہاتھوں سے انہوں نے فون کا ریسیور اٹھایا... فون کسی پبلک فون بوتھ سے کیا جا رہا تھا... فوراً اسی آدمی کی آواز سنائی دی:

"تو آپ نے کیسٹ دیکھ لی۔"

"ہاں۔" وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔

"اب آپ آج شام سات بجے مجھ سے ملنے کے لیے آ رہے ہیں یا نہیں۔"

"ہاں آ رہا ہوں... کہاں آنا ہے۔"

"اس کیسٹ کی تین کاپیاں مختلف جگہوں پر میرے تین دوستوں کے پاس ہیں... میں نے انہیں ہدایت دے رکھی ہے کہ اگر

مجھے کوئی نقصان پہنچے تو یہ کیسٹ پولیس اور اخبارات کو دے دیں..."

"مجھے کہاں آنا ہے۔" انہوں نے مری مری آواز میں کہا۔

"ہوٹل ایپان کے پیچھے ایک کھنڈر ہے... وہ بھوتوں کا کھنڈر مشہور ہے... بس وہیں آ جائیں، اس طرف کوئی آنا پسند نہیں کرتا... آپ کو ڈرنے کی ضرورت نہیں... اس لیے کہ وہاں کوئی بھوت ووت نہیں ہے... لوگوں نے بلاوجہ اس جگہ کو بھوتوں کا کھنڈر مشہور کر دیا ہے۔"

"اچھی بات ہے... میں سات بجے وہاں پہنچ جاؤں گا۔"

"شکریہ! مجھے آپ سے یہی امید تھی... ایک بار پھر کہے دیتا ہوں کہ آپ پوری طرح میری مٹھی میں ہیں... کسی قسم کی کوئی شرارت بھی آپ کے حق میں زہر ثابت ہوگی... پھر اس کیسٹ کو اخبارات والوں کے ہاتھ لگنے اور پولیس تک پہنچنے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔"

"میں آ جاؤں گا... آپ مطمئن رہیں۔" انہوں نے مردہ آواز میں کہا۔

"شکریہ۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور فون بند کر دیا گیا۔

ٹھیک سات بجے شام... وہ کھنڈر میں داخل ہوئے... وہاں ہو کا عالم تھا... دور دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا تھا... ہوٹل ایپان کی عمارت بھی اس سے کچھ ہی فاصلے پر تھی... اور اس عمارت کے سائے میں گویا یہ کھنڈر تھا... پتا نہیں پہلے یہ عمارت کیسی تھی... کس کی

رہائش تھی یا کوئی سرکاری دفتر تھا... لیکن اب یہ صرف ایک کھنڈر تھا۔
انہوں نے کھنڈر میں ڈرتے ڈرتے ادھر ادھر گھوم پھر کر دیکھا... وہاں
کوئی نہیں تھا...

"میں آگیا ہوں... آپ کہاں ہیں؟"

جواب میں کوئی آواز سنائی نہ دی...

"آپ کہاں ہیں... جواب دیں۔"

کوئی جواب نہ ملا... پھر وہ تین منٹ تک ادھر ادھر ٹہلتے
رہے... آخر واپس جانے کے لیے مڑے... ساتھ ہی وہ بولے

"میں اپنے وعدے کے مطابق یہاں پہنچ گیا تھا... آپ ہی
نہیں آئے.. اب میرا کوئی قصور نہیں ہوگا... میں واپس جا رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ کھنڈر سے نکلنے لگے... ایسے میں انہیں ایک
زبردست جھٹکا لگا... ان کے سامنے ایک سیاہ پوش کھڑا تھا۔

وہ شدید سردیوں کے دن تھے... اس سیاہ پوش کو دیکھ کر
انہیں پسینہ آگیا... اس کے چہرے پر بھی نقاب تھا... البتہ آنکھوں کی
جگہ دو سوراخ نظر آرہے تھے... ان سوراخوں سے سرخ سرخ آنکھیں
جھانک رہی تھیں...

"میں یہیں تھا... دیکھ رہا تھا... آپ اکیلے آئے ہیں یا کسی کو
ساتھ لائے ہیں۔"

"پھر ہو گیا آپ کا اطمینان۔" انہوں نے دبی آواز میں کہا۔

"ہاں! ہو گیا... اب ہم اطمینان سے بات کریں گے... آپ

کی مل... کپڑے کی مل... بہت زبردست ہے... عالی شان بھی...
پورے ملک کے لیے کپڑا تیار ہوتا ہے اس میں. اس مل سے بڑی اور
کوئی مل ملک میں نہیں ہے... آپ اپنی وہ مل رضوان بھائی کو دے
دیں..."

"کک... کیا کہا... آپ نے کیا کہا... میں اپنی مل کی رضوان
بھائی کو دے دوں۔"

"ہیں... بطور تحفہ دے دیں... دنیا میں اپنا نام کر جائیں...
آج کی دنیا کے سب سے بڑے سخی بن جائیں۔"

"بس... سخی بن جاؤں۔" اس کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! اخبارات میں آپ کی کس قدر تعریفیں ہوں گی...
لوگ کہیں گے... پہلے زمانے میں ایسی سخیوں کی کہانیاں سننے کو ملتی
ہیں... آج ایسی مثال کہاں... مثلاً پہلے زمانے میں حاتم طائی تھا... اس
کی سخاوت کس قدر مشہور تھی... ایک بادشاہ تھا... کسی بھکاری نے
اس سے اس کی ساری بادشاہت مانگی اور خود اسے جنگل میں جانے کے
لیے کہا تھا... اس نے تخت چھوڑ دیا اور جنگل میں چلا گیا... اس طرح
اور بھی کئی کہانیاں ہم نے اپنے بڑوں سے سنی ہیں... لیکن آج ایسا کوئی
ذکر نہیں ملتا... لیکن میں چاہتا ہوں... لوگ آپ کو اس صدی کا سب
سے بڑا سخی کہیں... اور اگر آپ نے وہ مل رضوان بھائی کو نہ دی...
تو..." وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"تت... تو کیا..."

"تو پھر یہ فلم لوگوں کو دکھا دی جائے گی... اس فلم کے بعد آپ نہ صرف اس مل سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے... بلکہ اس کوٹھی سے بھی اور اپنے بیوی بچوں سے بھی... اور آپ کو جیل جانا پڑے گا... پڑے گا یا نہیں۔"

"ہاں... ہاں۔" انہوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"تب پھر... کیا فیصلہ کیا ہے آپ نے۔"

"مم... مجھے سوچنے دیں۔"

"لو کے... ضرور سوچیں... خوب سوچیں... مجھے کوئی جلدی نہیں... لیکن انکار تو میں سنوں گا نہیں... آپ کو دو میں سے ایک راستہ چننا ہے... شہر میں اس کوٹھی میں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ عزت سے رہ لیں یا جیل چلے جائیں... جیل جانے پر کون سا آپ کی عزت کو چار چاند لگ جائیں گے۔"

"ہوں... اچھا... میں کل بتاؤں گا۔"

"ضرور... کیوں نہیں۔"

جاوید شانی اب پھر پوری طرح پسینے سے بھیگ چکے تھے.. گھر آ کر انہوں نے اپنے وکیل اختر شہان کو فون کیا... اس کی آواز سن کر بولے:

"اختر شہان صاحب... کیا آپ فوری طور پر میرے پاس آ سکتے ہیں۔"

"خیر تو ہے... شانی صاحب۔" وکیل کی خوش گوار آواز سنائی

دی۔

"جی بس... سمجھ لیں... خیر نہیں ہے۔"

"اچھا میں آ رہا ہوں.. پندرہ بیس منٹ بعد۔" وکیل نے کہا۔

اور پھر وکیل ان کے پاس پہنچ گیا... وہ ان کا مستقل وکیل تھا... ان کی مل کے تمام قانونی معاملات اس کے ذمہ تھے... وہ ہر ماہ وکیل کو تنخواہ دیا کرتے تھے۔

"اوہو... آپ کا چہرہ تو زیادہ ہی فق ہے... آپ کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں... میں جو ہوں، کس دن آپ کے کام آؤں گا۔"

اب انہوں نے وکیل کو ساری بات بتائی... اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے...

"آخر اس کیسٹ میں کیا ہے؟"

"آپ لوگ کہتے ہیں... یعنی وکیل لوگ... کہ وکیلوں سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہیے۔"

"ہاں! یہ بہت ضروری ہے... وکیل سے کوئی بات چھپائی جائے تو یہ خود چھپانے والے کے حق میں نقصان دہ ثابت ہوتی ہے..."

"لیکن میں کیسٹ آپ کو نہیں دکھا سکتا..."

"یہ آپ کی مرضی ہے... اس صورت آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔"

مشورہ... میں کیا کروں۔"

"کیا اس کیسٹ کے ذریعے آپ کو واقعی جیل بھیجا جا سکتا ہے۔"

"ہاں! اس میں شک نہیں۔"

"نن نہیں۔" وکیل چلا اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

"میں نے اس سے کل تک کی مہلت لی ہے... کیا ہم کل سے پہلے اس کا سراغ لگا سکتے ہیں۔"

"اگر سراغ لگا لیں... تب بھی کیا فائدہ ہوگا... اس نے تو یہ کیسٹ تین جگہ رکھوائی ہے... جونہی اسے کوئی نقصان پہنچا... کیسٹ پولیس اور اخبارات کو دے دی جائیں گی اور جب تین گھنٹے بعد آپ اسے جواب نہیں دیں گے تو بھی وہ یہی کرے گا... لہٰذا آپ جب تک کیسٹ مجھے نہیں دکھائیں گے... میں آپ کو نہ تو مشورہ دے سکتا ہوں... نہ آپ کے لیے کچھ کر سکتا ہوں۔"

"اچھی بات ہے... میں آپ کو کیسٹ دکھا دیتا ہوں... لیکن پہلے میں کمرے کا دروازہ بند کرتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔"

کمرے کے دروازے بند کر دیے گئے... اس کے بعد کیسٹ لگا دی گئی... فلم شروع ہوئی... اور پھر وکیل چلا اٹھا:

"نن... نہیں... یہ... یہ آپ نے کیا کیا۔"

"بس یہ مجھ سے ہو گیا تھا..."

"افسوس... افسوس..."

"آپ بتائیں... میں کیا کروں۔"

"آپ کے کام اس وقت کوئی آ سکتا ہے تو انسپکٹر جمشید۔"

"کیا کہہ رہے ہیں اختر صاحب... وہ تو کیسٹ دیکھتے ہی میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگا دیں گے۔"

"لو ہاں! اس کا مطلب ہے... ہمیں کسی پرائیویٹ جاسوس کی خدمات حاصل کرنا ہوں گی۔"

"پپ... پرائیویٹ جاسوس... گویا اس راز میں ہمیں کسی اور کو شریک کرنا ہوگا۔"

"مجبوری ہے... لیکن یہ لوگ راز کو راز رکھتے ہیں... بس اپنے معاوضے سے غرض رکھتے ہیں۔"

"معاوضے کی تو کوئی بات نہیں... لیکن کیا اس قدر جلد وہ کچھ کر سکیں گے۔"

"اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا... ایک نامعلوم آدمی کا سراغ لگانا پڑے گا... اس میں دیر بھی لگ سکتی ہے..."

"اور اس نے ایک دن کی مہلت دی ہے۔"

"آپ مہلت بڑھوا سکتے ہیں... اس سے کہہ دیں... یہ کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں... لہٰذا اور مہلت دی جائے سوچنے کے لیے۔"

"اچھی بات ہے... لیکن اب پرائیویٹ جاسوس کا انتظام کون

کرے گا۔"

"وہ میں کروں گا... میں ایسے ایک آدمی کو جانتا ہوں۔"

"اوہ اچھا... آپ کی مہربانی... آپ میرے لیے اتنا کر رہے ہیں۔"

"میں ابھی اس سے فون پر بات کرتا ہوں۔"

وکیل اختر شومان نے فون پر کسی کے نمبر ڈائل کیے... پھر آواز سن کر بولا

"اختر شومان بات کر رہا ہوں... کوری صاحب... آپ سے ایک بہت اہم کام ہے... آپ اسی وقت سیٹھ جاوید شانی کی کوٹھی پر آ سکتے ہیں...؟"

دوسری طرف کا جواب سن کر وہ بولے

"ہاں ہاں... وہی کپڑے کی مل والے... لو وہ اچھا شکریہ شکریہ۔"

یہ کہہ کر اختر نے فون بند کر دیا... پھر ایک لمبے قد کا پتلا دبلا آدمی وہاں آ گیا... اس کی آنکھیں بے چین سی تھیں... ہر وقت ادھر ادھر دیکھتے رہنے کی عادی...

"ہاں وکیل صاحب... اب بتائیں... کیا مسئلہ ہے... میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"میں سیٹھ صاحب کا وکیل ہوں... اور وکیل ہونے کے ناطے میرا یہ فرض ہے کہ ان کی خدمت کروں گا... یہ ایک مشکل میں

پھنس گئے ہیں... اس مشکل سے انہیں آپ نکال سکتے ہیں... لیکن رازداری شرط ہے۔"

"یہ تو ہمارا پہلا اصول ہے... اگر پرائیوٹ جاسوس رازداری نہیں برتیں گے تو ان سے کون کیس حل کرائے گا... پھر تو کوئی ان کے پاس بھی نہیں پھٹکے گا..."

"ہوں... آپ نے بالکل ٹھیک کہا... اب میں ان کا مسئلہ بتاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وکیل صاحب نے پوری تفصیل سنا دی۔

آپ وہ کیسٹ مجھے بھی دکھائیں۔"

جاوید شانی کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا... انہوں نے وکیل کی طرف دیکھا۔

"مجبوری ہے... اس کے بغیر یہ ہماری کوئی مدد نہیں کر سکیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔"

پھر جاسوس نے بھی فلم دیکھ لی اور چلا اٹھا:

"ارے باپ رے... یہ آپ نے کیا کیا۔"

"بس... بس... مجھ سے ہو گیا تھا... میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا۔"

"ہوں... یہ مسئلہ تو بہت ٹیڑھا ہے... اب ہم کیا کریں۔"

جاسوس نے جھلا کر کہا۔

"یہ سوچنا تو آپ کا کام ہے...." وکیل بولا۔

"ہاں! کیوں نہیں.... مجھے سوچنے دیں.... کہ اس معاملے میں کیا کیا جا سکتا ہے۔"

"ضرور سوچیں کوری صاحب.... ضرور سوچیں۔"

وہ سوچ میں ڈوب گیا.... آخر اس نے چہرہ اوپر اٹھایا:

"اس کا صرف اور صرف ایک حل ہے.... یہ کہ اس بلیک میلر سے مزید مہلت لے لیں.... اور میں اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر اس کا سراغ لگا لوں۔"

"پھر.... پھر آپ کیا کریں گے۔" سیٹھ جاوید شانی نے بوکھلا کر کہا۔

"پھر ہم اس پر واضح کر دیں گے کہ ہم نے اس کا سراغ لگا لیا ہے.... وہ اب اگر کوئی گڑبڑ کرے گا.... تو خود وہ بھی جیل جائے گا.... کیونکہ بلیک میلنگ بھی تو جرم ہے...."

"کیا وہ اس طرح رک جائے گا۔"

"دیکھ لیں گے.. آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں.. وکیل صاحب آپ ان کو اطمینان دلا دیں۔"

"یہ میرے بہت اچھے دوست ہیں اور میں نے پہلے بھی ان سے اس قسم کے کئی کام لیے ہیں.... لہٰذا آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

"اب کل پھر بات ہو گی.... جب اس کا فون آئے گا تو میں بھی اس کی آواز سنوں گا۔"

"آپ.... آپ کیسے سنیں گے۔"

"میں کل تک یہیں رہوں گا.... دوسرے سیٹ پر میں اس کی آواز سنوں گا، باقی ساری بات چیت بھی سنوں گا.... پھر ایک آدھ دن کے اندر اندر اس کا سراغ لگا لوں گا...."

"اچھی بات ہے.... میں تمام زندگی آپ کا احسان مانوں گا۔"

"سیٹھ صاحب.... اس میں احسان کی بات نہیں.... بات ہے معاوضہ کی.... اس کیس کے میں آپ سے صرف ایک لاکھ روپے لوں گا۔"

"وہ کوئی بات نہیں.... میں تو آپ کو دے دوں گا دو لاکھ۔"

"نہیں.... میں ایک لاکھ لوں گا.... اور بس۔"

"واہ.... آپ تو بہت با اصول ہیں۔"

"ایک جاسوس اگر با اصول نہیں تو وہ کامیاب جاسوس بھی نہیں ہو سکتا۔"

"شکریہ شکریہ۔" وہ خوش ہو گئے۔

پھر جاسوس صاحب تو وہاں سے چلے گئے، وکیل وہیں رک گیا.... دوسرے دن جب فون آیا تو دوسرے سیٹ پر وہ بھی موجود تھے.... ادھر جاوید شانی نے فون اٹھایا:

"جاوید شانی بات کر رہا ہوں۔"

"کیا سوچا پھر؟"

"آپ جانتے ہیں... یہ کس قدر مشکل فیصلہ ہے... ہے نا؟" وہ بولے۔

"ہاں! یہ تو خیر ہے۔"

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ مجھے اور مہلت دے دیں سوچنے کی۔"

"اوہ... یہ بات ہے۔"

"جی ہاں! یہ تو یہی بات۔"

"اچھی بات ہے... میں آپ کو دو دن کی مہلت دوں۔"

"جی نہیں... یہ بڑا معاملہ ہے... کم از کم ایک ہفتے کی۔"

"آپ کوئی چکر چلانے کا تو نہیں سوچ رہے... یاد رکھیں، ہر چکر آپ کے حق میں ہی مصیبت ہوگا..."

"آپ ٹھیک کہتے ہیں... لیکن کم از کم ایک ہفتے کی مہلت دے دیں۔"

"ٹھیک ہے... دی مہلت... اب میں آج کے دن فون کروں گا۔"

اس نے فون بند کر دیا... جاسوس فوراً دوسرے کمرے سے نکل کر اس کے پاس آ گیا... اور خوش ہو کر بولا:

"آپ فکر نہ کریں... اب میں اسے دیکھ لوں گا..."

"کیا واقعی... مجھے یقین نہیں آ رہا۔"

"ایک ہفتے کے اندر اندر میں اسے آپ کے سامنے پیش کر دوں گا..."

"آپ... آپ بہت اچھے ہیں۔"

پھر وہ ضروری باتیں نوٹ کر کے چلا گیا... اس طرح ایک ہفتہ گزر گیا... اس دوران جاسوس کوری نے ان سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا... اس لیے وہ بہت پریشان تھے... ایسے میں دروازے کی گھنٹی بجی... وہ خود دروازے پر گئے... وہاں کوری ایک دوسرے آدمی کو ساتھ لیے کھڑا تھا... اس دوسرے کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"سیٹھ صاحب... آپ کا مجرم حاضر ہے۔"

"کک... کیا مطلب... کک... کیا واقعی۔"

"بولو... بات کرو... کیا تم ہی فون پر بات نہیں کرتے رہے..."

"ہاں وہ میں ہی تھا..."

"اور وہ تین کیسٹیں۔"

"وہ بھی میں نے حاصل کر لیں ہیں... آپ ان کو اپنے ہاتھ سے جلا دیں... اس کے بعد یہ کچھ نہیں کر سکے گا..."

"بہت بہت شکریہ۔"

انہوں نے اسی وقت باورچی خانے میں جا کر کیسٹوں کو آگ لگا دی... تینوں تیزی سے جلنے لگیں... آخر وہ پھر ڈرائنگ روم میں

آ گئے...

"اب... اب کیا کرنا ہے۔"

"یہ اب آپ کے خلاف کچھ نہیں کر سکے گا... چل بھاگ... بلیک میلر کہیں کا۔" جاسوس نے اسے جھڑکی پلائی... وہ خوف زدہ سا اٹھا اور چلا گیا...

"گوری صاحب... آپ نے تو کمال کر دیا... ٹھہریے میں آپ کا معاوضہ لے آتا ہوں۔"

"شکریہ جناب۔" گوری مسکرایا۔

وہ اٹھ کر چلے گئے اور جلد ہی نوٹوں کا ایک پیکٹ اٹھائے واپس آ گئے۔

"یہ رہے آپ کے ایک لاکھ۔"

"ایسا کوئی کام ہو اگر تو آپ مجھے یاد کر لیا کریں۔"

"شکریہ... شکریہ۔"

اب وہ بھی اٹھا اور چلا گیا... پھر وکیل کا فون آیا:

"ہاں شانی صاحب... کیا رہا۔"

"آپ کے جاسوس نے تو کمال کر دیا..."

"اس کا مطلب ہے... اس نے معاملہ ختم کر دیا۔"

"جی ہاں... ہاں... بالکل۔"

"چلیے شکر کریں... اور اس معاملے میں میں نے جو کردار ادا کیا... اس کی فیس بھیج دیجیے گا۔"

"نہیں... لیکن میں تو آپ کو ہر ماہ تنخواہ دیتا ہوں۔"

"لیکن یہ معاملہ تو الگ ہے..."

"خیر... میں ایک لاکھ آپ کو بھی بھیج دیتا ہوں۔"

"بہت بہت شکریہ۔" وکیل نے خوش ہو کر کہا۔

اس واقعے کے صرف تین دن بعد جاوید شانی کو ایک خط ڈاک سے ملا... انہوں نے خط کو کھولا اور پڑھنے لگے... جوں جوں وہ پڑھتے گئے... ان کے چہرے کا رنگ اڑتا چلا گیا... پھر خط ہاتھ سے چھوٹ گیا اور وہ دھم سے فرش پر گرے... ایسے میں ان کی بیٹی اندر داخل ہوئی... اپنے والد کو فرش پر بے ہوش پڑا دیکھ کر وہ بوکھلا اٹھی... ساتھ ہی اس کی نظریں اس خط پر پڑیں... اس نے پہلے خط پر ایک نظر ڈالی... وہ بری طرح اچھلی... پھر جلدی جلدی ڈاکٹر کو فون کرنے لگی...

اور خط اس نے تہہ کر کے اپنی جیب میں چھپا لیا... اس کا دل بہت زور زور سے دھڑک رہا تھا... ڈاکٹر صاحب آ گئے... انہوں نے جاوید شانی کو دو انجکشن لگائے... تب کہیں جا کر ان کی آنکھیں کھل سکیں...

"ہم... مجھے کیا ہوا تھا۔"

"آپ کو شاید چکر آ گیا تھا... ڈاکٹر صاحب... آپ مہربانی فرما کر اب انہیں نیند کی دوا دے دیں۔"

"جی نہیں... اس وقت ان کا جاگتے رہنا بہت ضروری

ہے..."

"جی اچھا۔" لڑکی نے کہا۔

ڈاکٹر تو چلا گیا... اب جاوید شانی نے بوکھلا کر کہا:

"وہ خط کہاں ہے۔"

"وہ... وہ یہ رہا... میرے پاس۔"

"ہت... تم نے اس کو پڑھا تو نہیں۔"

"مجھے افسوس ہے... آپ کو بے ہوش ہوتے دیکھ کر میں گھبرا گئی تھی اور خط پڑھ لیا تھا میں نے۔"

"خیر کوئی بات نہیں... خط مجھے دے دو... اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔"

"جی... جی اچھا۔" لڑکی نے کہا۔

دوسرے دن سکول میں وہ تیر کی طرح فرزانہ کی طرف گئی۔

"فرزانہ! مجھے آپ سے کچھ کام ہے... بہت ضروری کام۔"

"اسی وقت بات کریں یا سکول سے فارغ ہو کر۔"

"نہیں... اسی وقت۔"

"اچھا... تو ادھر گراؤنڈ میں آجائیں۔"

فرزانہ اسے الگ لے آئی...

"ہاں! کیا بات ہے... بہت پریشان لگ رہی ہو۔"

"یہ خط... پڑھ لیں فرزانہ... میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا..." اس نے لرزتی آواز میں کہا۔

فرزانہ نے خط لے لیا اور پڑھنے لگی... پھر اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا... خط کے الفاظ یہ تھے:

"جاوید شانی!

تم آسمان سے گر کر کھجور میں اٹک گئے ہو... پہلے میں نے صرف مل کی بات کی تھی، اور اب تمہیں مل اور کوٹھی دونوں چھوڑنا پڑیں گے اور خود کو دنیا کا سب سے بڑا احمق ثابت کرنا پڑے گا۔

ہمدرد"

... اندھیرے میں

"ہمیں کچھ نہیں ہوا! یہ کیا ہے۔"

"یہ اصل خط نہیں ہے۔" ہما نے کہا۔

"یہ اصل خط نہیں ہے... کیا مطلب؟"

"یہ خط کل کی ڈاک سے میرے والد صاحب کو ملا تھا... اس کو پڑھتے ہی وہ بے ہوش ہو گئے تھے... میں اس وقت میں ان کے کمرے داخل ہوئی... تو میں نے ان کے ہاتھ میں یہ خط دیکھا... اور وہ بالکل بے ہوش تھے... ڈاکٹر کو فون کر کے میں نے خط پڑھا... میں حیرت زدہ رہ گئی... یہ خط میرے لیے انوکھا ترین تھا... سمجھ میں نہ آنے والا... انہوں نے ہوش میں آنے کے بعد خط کے بارے میں پوچھا... میں نے بتا دیا کہ انہیں بے ہوش ہوتے دیکھ کر میں نے خط پڑھ لیا تھا... انہوں نے خط مجھ سے لے لیا اور کہا کہ میں اس کا ذکر کسی سے نہ کروں۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئی۔

"مطلب یہ کہ یہ خط اس کی نقل ہے۔"

"ہاں! بالکل۔" اس نے فوراً کہا۔

"ایسا لگتا ہے... جیسے کوئی آپ کے والد کو بلیک میل کر رہا

ہے..."

"یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اب ہمیں مل کے ساتھ کوٹھی بھی چھوڑنا پڑے گی... اور میرے والد دنیا میں سب سے زیادہ تنہا بن جائیں گے... اس کا کیا مطلب ہے فرزانہ۔"

"مطلب ابھی میں کیسے بتا سکتی ہوں... سوال یہ ہے کہ اب ہم کیا کریں... آپ کے والد نے آپ کو منع کر دیا تھا کہ اس خط کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتائیں... اگر میں ان سے جا کر بات کرتی ہوں تو خط کے حوالے سے ہی بات کروں گی... یہ ہے الجھن۔"

"کیا خفیہ طور پر نگرانی نہیں کرائی جا سکتی۔" ہما نے کہا۔

"کرائی جا سکتی ہے... لیکن اس کا فائدہ کیا ہوگا... سوال تو یہ ہے۔"

"تب پھر... آپ ہی بتائیں... میں کیا کروں۔"

"آپ کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں... اب جو کرنا ہے... ہم خود کریں گے... کیا خط کے الفاظ بالکل یہی تھے۔"

"ہاں! میں نے اس سے نقل کیے ہیں... کیوں کیا ہوا!... اندازہ تھا کہ وہ خط مجھ سے لے لیں گے۔"

"ہمیں اصل خط کی بھی ضرورت ہوئی تو۔"

"وہ تو شاید میں آپ کو لا دوں گی... اس لیے کہ مجھے معلوم ہے... وہ اپنی چیزیں کہاں رکھتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے... میں گھر جا کر ابا جان سے بات کروں گی.. محمود

اور فاروق بھی مشورے میں شریک ہوں گے... امید ہے کہ کوئی بہتر فیصلہ کر سکیں گے ہم۔"

"اللہ کرے ایسا ہی ہو... میرا تو مارے فکر کے برا حال ہے... کیا ہماری مل ہم سے لے لی جائے گی... اور کیا یہ کوٹھی بھی ہم سے چھن جائے گی۔"

اگر آپ کے والد نے کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا... تب تو ہم سب ان کا ساتھ دیں گے... اور انہیں ان شاء اللہ اس پریشانی سے نکال لیں گے... اگر ان کا کسی جرم سے کوئی تعلق ہے... تب پھر ہم کچھ نہیں کر سکیں گے۔"

"ان نہیں۔" ہما چلائی۔

"کیوں... کیا ہوا؟" فرزانہ نے بوکھلا کر کہا۔

"میں اس خیال سے ڈر گئی تھی کہ کہیں ان کا تعلق کسی جرم سے نہ ہو۔"

"خیال کی بات چھوڑیں... بہر حال کل بات ہو گی اس موضوع پر۔"

سکول سے فارغ ہو کر فرزانہ گھر پہنچی... محمود اور فاروق اس سے پہلے آ چکے تھے۔

"شاید ہمیں ایک کیس ملنے والا ہے۔" فرزانہ ان کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

"یہ ہمارے لیے کوئی خوشی کی خبر نہیں۔" فاروق نے برا سا

منہ بنایا۔

"کیوں... کیوں..."

"ہے... بھئی ہے۔" محمود نے جلدی سے کہا۔

"کیا ہے بھئی ہے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"کیس خوشی کی بات ہے۔"

"کیا یہ ضروری ہے۔" فاروق نے جھلا کر کہا۔

"کیا مطلب... کیا ضروری ہے۔"

"یہ کہ کیس ملنا خوشی کی بات ہی ہو... ہو سکتا ہے... یہ بات الجھن کی ہو... پریشانی کی ہو۔"

"ہاں کہا جا سکتا ہے... لیکن ابھی ہم نے فرزانہ کی بات نہیں سنی..."

"میری بات نہیں... اس خط کی بات سن لو۔" فرزانہ مسکرائی۔

یہ کہہ کر اس نے خط ان کی طرف بڑھا دیا... انہوں نے پڑھا... پھر پڑھا... آخر محمود نے کہا:

"ہم سمجھے نہیں۔"

"میں بھی نہیں سمجھی۔"

"چلو حساب برابر ہو گیا۔" فاروق مسکرایا۔

"جاوید شانی... غالباً یہ مل اونر ہے... کپڑے کی سب سے بڑی مل، شانی مل... ان کی ہے۔"

"یہاں تک بات بالکل ٹھیک ہے۔"

"اور اس کی بیٹی ہماری کلاس فیلو ہے... گویا یہ خط تمہیں اس نے دیا ہے۔" فاروق بولا۔

"یہ اندازہ تو ایک بے وقوف آدمی بھی لگا سکتا ہے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"بالکل ٹھیک..." محمود چہکا۔

"کیا مطلب... کیا ٹھیک ہے۔"

"یہ کہ تم ایک بے وقوف آدمی ہو۔"

"اس جملے سے یہ مطلب تم ہی نکال سکتے ہو... اور کوئی نہیں۔" فاروق جل گیا۔

"پہلے خط کی بات کر لیتے ہیں... بہت اہم مسئلہ ہے۔"

"ہوں تو کرو۔"

"جاوید شانی ملک کے بہت بڑے سرمایہ دار ہیں... ان کی مل ملک کی سب سے بڑی مل ہے اور کوٹھی بھی بہت عالی شان ہے... اس پر بھی ایک کروڑ روپیہ تو ضرور لگا ہو گا... لیکن اس خط میں لکھا ہے... اب تمہیں مل کے ساتھ ساتھ کوٹھی بھی چھوڑنا پڑے گی... گویا پہلے بات صرف مل کی ہوئی تھی... جاوید شانی نے مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا... تو اس نے جواباً دوسرا وار کیا... اور اب اس کا مطالبہ یہ ہے کہ... مل کے ساتھ کوٹھی بھی دی جائے... اس کے بعد والی بات یعنی دنیا کا سب سے بڑا تحفہ دینے والی بات پلے نہیں پڑی۔"

"ہماری مشکل یہ ہے کہ... جاوید شانی نے بیٹی سے کہہ دیا کہ اس خط کا ذکر کسی سے نہ کرے... اب اگر ہم وہاں جاتے ہیں تو وہ سمجھ جائیں گے کہ ہم نے ان کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے... اور اس طرح ہماری مصیبت آئے گی... خیر... اس بارے میں کچھ سوچیں گے..." یہ کہہ کر اس نے گویا بات ختم کر دی۔

دوسرے دن فون کی گھنٹی بجی... وہ چونک اٹھے۔

"یہ فون کہاں سے آ گیا... آج تو ویسے بھی اتوار ہے۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"آیا ہو گا کہیں سے... فون پر تو فون آئے گا۔" محمود نے جلا کر کہا اور ریسیور اٹھایا... دوسری طرف ان کے والد کہہ رہے تھے۔

"تم تینوں فوری طور پر جاوید شانی کی کوٹھی پہنچ جاؤ... جلدی۔"

"جی... کیا فرمایا... جاوید شانی۔" وہ ایک ساتھ چلائے... فون پر بات تینوں سن رہے تھے۔

"اوہو... کیا ہو گیا ہے بھئی۔"

"اف مالک... یہ کیا ہو رہا ہے۔"

"کیوں... کیا ہوا؟"

"ہم گھر پر انہی کا ذکر کر رہے تھے۔"

"تمہارا مطلب ہے... جاوید شانی۔" ان کے لہجے میں بلا کی حیرت در آئی۔

جی... جی ہاں۔"

"اوہ اچھا... کمال ہے... خیر... اس پر بعد میں بات کریں گے... فی الحال تم وہاں پہنچ جاؤ۔"

"گویا اس وقت آپ یہ بھی نہیں جاننا چاہتے کہ ہم ان کے بارے میں بات کیوں کر رہے تھے... یا کیسے کر رہے تھے۔"

"نہیں... پہلے تم وہاں چلے جاؤ۔"

"لیکن ابا جان! ہمیں وہاں جا کر کرنا کیا ہے۔"

جواب میں انہوں نے فون بند کر دیا... وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

"یہ کیا بات ہوئی۔" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"ابا جان کی ابا جان جانیں... آؤ چلیں۔" محمود مسکرایا۔

تینوں اپنی کار میں جاوید شانی کی کوٹھی پہنچے... محمود نے دروازے پر دستک دی۔

"لیکن ہم کہیں گے کیا۔" فاروق نے پریشان ہو کر کہا۔

"دیکھا جائے گا... کچھ نہ کچھ کہہ ہی لیں گے۔" محمود مسکرایا۔

پھر اچانک دروازہ کھلا اور ہما دروازے پر نظر آئی... انہیں دیکھ کر اس نے کوئی حیرت ظاہر نہ کی... نہ وہ چونکی... بلکہ ڈھیلے ڈھالے انداز میں بولی:

"آیئے... اندر آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔"

"ہمارا انتظار۔" تینوں بولے۔

"ہاں! اسی لیے تو آپ آئے ہیں کہ یہاں آپ کا انتظار ہو رہا

ہے۔"

ان کی حیرت اور بڑھ گئی... آخر وہ ہما کے ساتھ اندر ایک کمرے میں پہنچے اور بری طرح اچھلے... کمرے کے فرش پر ایک لاش اوندھے منہ پڑی تھی... اور وہاں ان کے آئی جی شیخ نثار احمد بھی موجود تھے۔ اب وہ سمجھے کہ انہیں یہاں کس لیے بھیجا گیا تھا... لیکن اس لاش کے ہوتے ہوئے اور آئی جی صاحب کی موجودگی کا تقاضا تو یہ تھا کہ ان کے والد خود یہاں آتے... آخر وہ کیوں نہیں آئے تھے...

"آؤ بھئی آؤ... جمشید نے بتایا تھا کہ وہ تو اس حد تک مصروف ہیں کہ کہیں نہیں آ جا سکتے... تب میں نے ان سے کہا تھا کہ وہ تم تینوں کو بھیج دیں۔"

"جی ہاں... انہوں نے فون کیا تھا... لیکن..."

"لیکن کیا..."

"یہ لاش کس کی ہے۔"

"نہیں معلوم... ویسے جاوید شانی کا کہنا ہے کہ وہ اسے پہچانتے ہیں... اور اس کے سلسلہ میں ان کے پاس ایک انوکھی ترین کہانی موجود ہے۔"

"آپ کا مطلب ہے... پہلے ہمیں ان کی کہانی سننا ہو گی... پھر ہمیں اندازہ ہو سکے گا کہ لاش کس کی ہے۔"

"یہی سمجھ لو..."

"لیکن آپ یہاں کیسے تشریف لے آئے۔"

"جاوید شانی میرے دوست ہیں... ان کا پریشان کن فون ملا
تو میں ادھر دوڑا آیا... یہاں لاش کو دیکھ کر جمشید کو فون کیا... انھوں
نے کہا کہ وہ نہیں آئیں گے... بلکہ تم تینوں کو یہاں بھیج دیتے ہیں۔"

"لیکن وہ خود یہاں کیوں نہیں آسکے۔" فاروق کے لہجے میں
حیرت ہی حیرت تھی۔

"جمشید کا کہنا ہے کہ انہیں اس معاملے سے کہیں زیادہ
ضروری ایک مسئلہ درپیش ہے... ویسے شدید ضرورت پڑی تو وہ بھی
آجائیں گے۔"

"او اچھا... ہاں تو محترم جاوید شانی کہاں ہیں۔"

"اندر کمرے میں وہ اندھیرے میں بیٹھے ہیں۔"

"کیا مطلب... اندھیرے میں۔"

"ہاں! جب سے انھوں نے اس لاش کو دیکھا ہے...
حد درجے خوف زدہ ہیں اور کسی سے بات نہیں کر رہے... نہ کسی کی
موجودگی برداشت کر رہے ہیں۔"

"حیرت ہے... پھر ہم کس طرح ان سے بات کریں گے۔"

"آؤ میرے ساتھ۔"

آئی جی صاحب نے کہا اور انھیں ساتھ لیے اندر کمرے میں
داخل ہوئے... وہاں واقعی اندھیرا تھا... زیرو کا بلب بھی نہیں جل رہا
تھا...

"جاوید شانی... دیکھو... کون لوگ آئے ہیں۔"

"مجھے کسی سے کوئی دلچسپی نہیں... آپ بھی جائیں... اپنا کام
کریں... مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں... اگر اس معاملے میں، میں
مجرم ثابت ہو گیا ہوں تو مجھے گرفتار کر لیا جائے... میں کوئی اعتراض
نہیں کروں گا... لیکن مجھے تنگ نہ کریں... مجھ سے کچھ نہ پوچھیں۔"

"لیکن اس طرح ہمیں معاملے کا کس طرح پتا چلے گا۔"

"اس وقت میرے ہوش ٹھکانے نہیں... جب میری
حالت بہتر ہو جائے گی... تب میں بات کروں گا۔"

"یہ چیز آپ کے لیے مضر ثابت ہو گی... آپ کو لوگوں کا
سامنا کرنا چاہیے... اور سوالات کے جوابات دیں۔"

"اس وقت نہیں... کچھ دیر بعد... میں ابھی صدمے سے خود
کو سنبھال نہیں سکا۔"

"کیا مرنے والا آپ کا کوئی قریبی عزیز ہے۔" فرزانہ نے کہا۔

"نہیں... یہ کس کی آواز ہے۔"

"فرزانہ کی... میں ان لوگوں کو ہی تو آپ کے کمرے میں لایا
ہوں... یہ محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں..."

"اوہ اوہ... انسپکٹر جمشید کے بچے۔"

"ہاں! ان میں سے فرزانہ تو ہما کی کلاس فیلو بھی ہے۔"

"نن نہیں... نہیں۔" وہ چلائے۔

"اس میں چلانے کی کیا بات ہے۔"

"کیا ہما نے آپ کو کچھ بتایا۔"

"کس بارے میں انکل۔" فرزانہ نے نرم آواز میں پوچھا۔

"کسی بارے میں نہیں... میرا خیال ہے... ہما بہت اچھی بچی ہے۔"

"اس میں کیا شک ہے انکل۔" فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

"اچھا اب آپ لوگ جائیں... میں پھر بات کروں گا۔"

فرزانہ نے آئی جی صاحب کا ہاتھ دبا دیا... یہ اشارہ تھا کہ باہر چلیں... وہ باہر نکل آئے۔

"شاید اس وقت ان کی ذہنی حالت درست نہیں... ہم ٹھہر کر بات کر لیں گے... اس لاش کے بارے میں کیا معلوم ہوا؟"

"کچھ نہیں... ہمیں نہیں معلوم یہ کس کی ہے... یہاں کیسے آئی... آیا یہ شخص زندہ حالت میں یہاں آیا تھا یا مردہ حالت میں اور اگر زندہ حالت میں آیا تھا تو اسے کس نے ہلاک کیا..."

"ہوں... گھر کے افراد نے کیا بتایا۔"

"انہیں بھی اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں... یہاں گھر کے افراد ہیں ہی کتنے... جاوید شانی کی بیوی اور بچی ہما اور بس... گھر کے ملازم رات کو اپنے کوارٹر میں سوتے ہیں... رات یہ لوگ اپنے معمول کے مطابق سوئے تھے... صبح ان کی بیوی نے اس کمرے میں لاش دیکھی... جب کہ جاوید شانی ابھی سوئے ہوئے تھے... وہ ذرا دیر سے اٹھتے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے... نماز نہیں پڑھتے۔"

"نماز..." آئی جی صاحب بول اٹھے... جیسے کہہ رہے ہوں... یہ تم نے کیا بات پوچھی...

"جی ہاں! نماز... دیر سے اٹھنے والے لوگ نماز نہیں پڑھتے۔"

"ہو سکتا ہے... ویسے مجھے معلوم نہیں... کہ پڑھتے ہیں یا نہیں۔"

"اچھا خیر... پھر بیگم صاحبہ نے لاش کو دیکھا تو..."

"ان کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی... ان کی چیخ سن کر ہما بھی جاگ گئی۔"

"گویا وہ بھی دیر سے اٹھتی ہے۔"

"ہاں! یہی بتایا ہے انہوں نے... پھر ان کی آوازیں سن کر خود جاوید شانی جاگ گئے، لاش کو دیکھ کر تو وہ لڑکھڑا گئے... ان کے چہرے پر خوف ہی خوف پھیل گیا... پھر انہوں نے خود کو اندھیرے کمرے میں بند کر لیا... بیگم صاحبہ نے مجھے فون کیا... میں نے یہاں پہنچ کر جمشید کو فون کیا۔ گویا ابھی اس قتل کی باقاعدہ کسی کو اطلاع نہیں دی گئی..."

"تب آپ انکل اکرام کو بلا لیں... تاکہ کام تو شروع ہو۔"

"ہاں اچھا۔" وہ بولے۔

اب انہوں نے اکرام کو فون کیا... پھر جونہی اکرام اپنے ماتحتوں کے ساتھ وہاں پہنچا... اور اس نے لاش دیکھی... وہ بہت زور سے اچھلا۔

کہانی سنادو...

"اس کا مطلب ہے، آپ اسے جانتے ہیں۔" محمود نے غور
ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! بالکل... یہ شاوری ہے۔"

"آپ صرف اتنا کہہ کر رک گئے... یہ شاوری ہے... جب
کہ ہم اس کے بارے میں کچھ اور بھی جاننا چاہتے ہیں۔"

"میں بھی اس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا... غالباً یہ شہر
کے کسی بڑے جرائم پیشہ آدمی کے لیے کام کرتا ہے... میرا مطلب
ہے... آج کل... اس کے پاس کام کرنے سے پہلے یہ چوری وغیرہ
جیسی وارداتیں کیا کرتا تھا اور کئی بار پکڑا بھی گیا... بس میں اور کچھ نہیں
جانتا..."

"آپ کا مطلب ہے... یہ کئی بار کا سزا یافتہ ہے۔"

"ہاں بالکل۔"

"اب سوال یہ ہے کہ اس کی لاش یہاں کیوں نظر آئی... کیا
اسے یہاں سے باہر کہیں قتل کیا گیا ہے اور لاش لا کر یہاں پھینک دی
گئی ہے... آخر کیوں۔" محمود نے کہا۔

"یہی تو اب دیکھنا ہے... شاوری کو گلا گھونٹ کر مارا گیا ہے...
موت کا وقت ڈاکٹر لوگ ہی بتائیں گے... وہ بھی پوسٹ مارٹم کے بعد،
لہٰذا میں جاوید شانی صاحب سے درخواست کرتا ہوں... وہ وضاحت
کریں... یہی ان کے حق میں بہتر ہے۔"

"اچھا... آؤ... ہم ایک بار پھر ان سے بات کرتے ہیں۔"

آئی جی صاحب نے کہا اور اندھیرے کمرے میں داخل
ہوئے۔ اب انہوں نے بلب روشن کر ڈالا... جاوید شانی نے چونک کر
ان کی طرف دیکھا۔

"یہ کیا کیا آپ نے... مجھے اندھیرے کی ضرورت ہے۔"

"آپ کو اندھیرے کی ضرورت ہے۔" فاروق نے حیران
ہو کر کہا۔

"ہاں! اندھیرا کر دیں... میں اب اس دنیا کو دیکھنا نہیں
چاہتا..."

"آپ کو اپنی کہانی سنانا ہوگی... باہر موجود لاش آپ سے اس
بات کا تقاضا کر رہی ہے... کیا آپ نے اسے قتل کیا ہے۔"

"پتا نہیں۔"

"کیا مطلب... پتا نہیں۔"

"ہو سکتا ہے... میں نے ہی قتل کیا ہو... ہو سکتا ہے... میں
نے اسے قتل نہ کیا ہو۔"

"آپ عجیب ترین بات کہہ رہے ہیں... جاوید... تفصیل سے

"ہماری بات سنا دو... ہم سب لوگ آپ کے ہمدرد ہیں۔"

"مجھے ہمدردی کی ضرورت نہیں..." وہ گھبرا کر بولے۔

"شاید ان کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں... ڈاکٹر کو بلانا ہوگا۔" محمود نے کہا۔

"ان کے فیملی ڈاکٹر کو میں فون کر چکا ہوں... وہ آتے ہوں گے۔" آئی جی بولے۔

"جسے جی چاہے بلا لیں... مجھے کوئی پروا نہیں... گرفتار کرنا ہے، کر لیں... مجھے کوئی پریشانی نہیں۔"

"لاش کس کی ہے۔"

"ہمدردی۔"

"کک... کیا کہا... ہمدردی کی لاش۔" فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ہاں! ہمدردی کی لاش۔" انہوں نے فوراً کہا۔

"ارے باپ رے۔" فاروق گھبرا گیا۔

"اوہو... تمہیں کیا ہوا؟"

"میرا مطلب ہے... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"حد ہو گئی... یار تم موقع محل تو دیکھا کرو۔"

"جاوید... انہیں کہانی سنا دو۔"

"کک... کہانی۔" انہوں نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں! کہانی۔"

ایسے میں دروازے کی گھنٹی بجی...

"یہ ڈاکٹر صاحب ہیں۔" ہما نے فوراً کہا۔

"جی تو پھر... لے آئیں انہیں۔"

"ہاں ہاں... لے آؤ... کوئی پروا نہیں۔" جاوید شانی نے فوراً کہا۔

"آپ کو کسی بات کی پروا ہے بھی۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"ہاں ہے۔" جاوید شانی چہکا۔

"خدا کا شکر ہے... آپ نے تو۔"

"بھئی زہریلی ہے مسٹر۔" انہوں نے گویا فاروق کو خبردار کیا۔

"ارے باپ رے..." فاروق گھبرا گیا۔

"خیر خیر... آپ کو کس بات کی پروا ہے۔"

"اس بات کی کہ مجھے کسی بات کی پروا کیوں نہیں ہے۔" جاوید شانی بولے۔

اسی وقت ڈاکٹر اندر داخل ہوئے۔

"ڈاکٹر تابش۔" انہوں نے گویا تعارف کرایا۔

"ہم آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے... آپ اپنے مریض کو دیکھیں۔"

"ہما نے مجھے مختصر طور پر حالات سنائے ہیں... میں ابھی چند منٹ بعد بتاتا ہوں کہ انہیں کیا ہوا ہے۔" ڈاکٹر تابش نے کہا اور ان کی

طرف بڑھے۔

"ہیلو جاوید شانی صاحب... ڈاکٹر تابش... آپ کا خادم حاضر ہے... آپ کو کیا پریشانی ہے۔"

"آپ سے کس نے کہہ دیا کہ میں پریشان ہوں۔" وہ بولے۔

"لو ہاں! واقعی... آپ کیوں ہوتے پریشان... پریشان تو اس وقت یہ سب لوگ ہیں۔"

"واہ... آپ پہلے عقل مند ہیں... جو یہاں آئے ہیں۔"

اس پر فاروق کا منہ بن گیا... دوسرے مسکرا دیے۔

"آپ لیٹ جائیں... میں آپ کو ایک انجکشن دوں گا۔"

"ضرور... کیوں نہیں۔"

انہوں نے پہلے انہیں اچھی طرح چیک کیا... پھر ایک انجکشن دیا... جلد ہی وہ سو گئے...

"اب جب یہ جاگیں گے تو پوری طرح ہوش میں ہوں گے... میرا خیال ہے... ان کے ذہن پر اس حادثے کا بہت اثر ہے۔"

"ایسا ہی لگتا ہے۔" آئی جی صاحب بولے۔

"اب یہ کتنی دیر بعد ہوش میں آئیں گے۔"

"صرف آدھ گھنٹہ بعد... ویسے میں یہیں ٹھہروں گا۔"

"اوہ اچھا... گویا اب کم از کم آدھ گھنٹہ تک تو ہمیں انتظار کرنا پڑے گا... اس دوران کیوں نہ ہم لاش کا معائنہ کر لیں۔" محمود نے کہا۔

بالکل ٹھیک۔" اکرام نے کہا۔

"ہاں ہاں... جاؤ... تم لوگ اپنا کام کرو... میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ یہیں رہوں گا۔" آئی جی صاحب بولے۔

"جی اچھا۔" انہوں نے ایک ساتھ کہا۔

وہ لاش کے پاس چلے آئے... وہ ابھی تک اسی طرح اوندھے منہ پڑی تھی... لیکن چہرہ نظر آ رہا تھا۔

"اس لاش کی اس حالت میں تصاویر لی جا چکی ہوں تو اس کو سیدھا کرو۔" اکرام نے اپنے ایک ماتحت کو ہدایت دی۔

لاش کو سیدھا کیا گیا... لیکن وہ مڑی ہی رہی... گویا وہ بری طرح اکڑ گئی تھی...

"شاید یہ اس حالت میں تمام رات پڑی رہی ہے... اب سیدھی نہیں ہو سکے گی۔"

"کیا رات کوئی جاوید صاحب سے ملنے کے لیے آیا تھا۔"

"جی... جی نہیں..."

"مطلب یہ کہ آپ نے کسی کو آتے نہیں دیکھا۔"

"بلکہ نہ میری امی نے... نہ ابو نے... ہم تینوں سونے کے لیے ایک ہی وقت میں اپنے کمروں کی طرف گئے تھے... کھانے کے کمرے میں ہم نے کھانا کھانے کے بعد چائے پی تھی اور پھر اٹھ گئے تھے... ملازمہ اس سے پہلے ہی اپنے کوارٹر میں چلی گئی تھی... یعنی چائے کی ٹرے رکھنے کے بعد۔"

"چائے کی ٹرے رکھنے کے بعد۔" فاروق نے پوچھا۔

"ہاں! جب وہ چائے کی ٹرے کھانے کے کمرے میں لے آئی تو ابو نے اس سے کہا تھا کہ اب وہ چلی جائے... کیونکہ اور کوئی کام نہیں تھا... ہمیں بھی چائے پینے کے بعد سونے کے لیے اپنے کمرے میں جانا تھا، سونے سے پہلے ہم چائے پینے کے عادی ہیں۔"

"لیکن چائے تو نیند اڑاتی ہے اور سونے سے پہلے نہیں پینی چاہیے۔" فرزانہ نے کہا۔

"بس ہم عادی ہیں۔"

"خیر... ملازمہ کے جانے کے بعد آپ میں سے کس نے دروازہ اندر سے بند کیا تھا۔"

"میں نے... یہ میری ہی ڈیوٹی ہے۔"

"اور پھر آپ لوگ اپنے کمروں میں چلے گئے... صبح آپ نے ہی لاش پڑی دیکھی۔"

"ہاں... بالکل۔" ہما بولی۔

"پھر آپ نے امی اور ابو کو جگایا۔"

"ہاں یہی بات ہے۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"جونہی ابو نے لاش کو دیکھا... انہیں چکر سا آگیا... وہ لڑکھڑا گئے... ان کا سر بھی دیوار سے ٹکرا گیا تھا اور پھر وہ بے ہوش ہو گئے تھے... ہوش میں آئے تو کہنے لگے... اندھیرا کر دو، اندھیرا

کر دو... میں انہیں اس کمرے میں لے آئی اور اندھیرا کر دیا۔ اندھیرے میں انہوں نے سکون محسوس کیا... لیکن اس وقت سے اب تک یہ اوٹ پٹانگ باتیں کر رہے ہیں... جس کا مطلب ہے... لاش دیکھ کر ان کی یہ حالت ہو گئی ہے۔"

"کیا آپ نے اس شخص کو پہلے بھی دیکھا ہے... یا آپ لوگوں سے کسی سلسلے میں ملنے آیا ہو... یا کم از کم جاوید صاحب سے ملا ہو آکر۔"

"مجھے یاد نہیں پڑتا... کہ پہلے یہ کبھی آیا تھا یا نہیں۔"

"ہوں اچھا... کیا چند دنوں سے جاوید صاحب کچھ پریشان تھے۔"

"ہاں! پریشان تو وہ بہت تھے... بلکہ ضرورت سے زیادہ... پریشانی کے عالم میں انہوں نے ایک روز اپنے وکیل کو بھی بلایا تھا..."

"اوہ... اوہ... اچھا"

"جی ہاں! وکیل نے ایک اور شخص کو بلایا تھا... وہ شخص چند دن بعد پھر یہاں آیا تھا... لیکن ابو نے مجھے یا امی کو بالکل کوئی بات نہیں بتائی... اگرچہ ہم کوشش کرتے رہے تھے کہ وہ کچھ تو بتا دیں... لیکن انہوں نے کچھ بھی بتا کر نہیں دیا۔"

"ہوں اچھا خیر... آپ ذرا ان کے وکیل کو بلائیں۔"

"جی اچھا... ویسے میں خود بھی یہی سوچ رہی تھی۔"

ہما نے کہا اور فون کی طرف چلی گئی... اکرام کے ماتحت اپنا کام کر رہے تھے...

"میرا خیال ہے... شاہوری کو یہاں ہلاک نہیں کیا گیا... کہیں اور گلا گھونٹ کر مارا گیا ہے... اور اس کے بعد لاش یہاں لا کر ڈال دی گئی۔" فرزانہ نے خیال ظاہر کیا۔

"لیکن کیسے... دروازے تو اندر سے بند تھے۔" محمود نے اسے گھورا۔

"ہو سکتا ہے... ان کے پاس ماسٹر چابی رہی ہو... انہوں نے اس سے دروازہ کھولا اور لاش اندر گرا کر چلے گئے ہوں۔"

ایسے میں قدموں کی آواز ابھری... آئی جی صاحب تیز تیز چلتے ان کی طرف آ رہے تھے۔

"وہ... انہیں ہوش آ گیا اور اب ان کی دماغی حالت بالکل ٹھیک ہے۔"

"اوہو اچھا۔"

یہ کہتے ہی وہ اس کمرے کی طرف لپکے... وہ بھی ان کے پیچھے دوڑ پڑے۔

... ایک چیز

انہوں نے دیکھا... جاوید شانی بستر پر اٹھ کر بیٹھ چکے تھے... ان کے چہرے پر حیرت ہی حیرت تھی۔

"آپ نے بتایا نہیں شیخ صاحب... آپ یہاں کیسے آئے... کب آئے... اور یہاں ڈاکٹر صاحب کیوں موجود ہیں... کیا کوئی حادثہ پیش آیا ہے... کیا میں بے ہوش ہو گیا تھا۔"

"ہاں! ایسا کہا جا سکتا ہے۔" آئی جی صاحب مسکرائے گے...

"مجھے بتائیں... کیا ہوا ہے۔"

"اب ہم کیا کریں۔" آئی جی صاحب نے ان تینوں کی طرف دیکھا۔

"انہیں کچھ نہ بتایا جائے۔" ڈاکٹر صاحب بول پڑے۔

"کیا کہا... مجھے کچھ نہ بتایا جائے... میں کہتا ہوں... مجھے سب کچھ بتایا جائے۔" جاوید شانی بولے۔

"اگر ہم انہیں کچھ نہیں بتائیں گے تو یہ معمہ کیسے حل ہو گا"

"معمہ... کیسا معمہ۔"

"ایک منٹ... میں ابھی آیا۔" محمود نے چونک کر کہا اور فوراً

کمرے سے نکل گیا... وہ بلا کی تیزی سے اکرام کے پاس پہنچا...

"مقتول کی کوئی تصویر دیں، جس سے وہ مردہ نظر نہ آرہا ہو۔"

"کیا ہو گیا ہے محمود... کیسی باتیں کر رہے ہو۔"

"اس گھر میں انکل ایسی ہی باتیں کی جا سکتی ہیں۔"

"یار وہ پڑی ہیں تصاویر... ان میں سے دیکھ لو اپنے مطلب کی۔" اکرام جھلا اٹھا۔

وہ مسکرا دیا اور تصاویر کی طرف بڑھ گیا... پھر ایک قدرے بہتر تصویر نکال کر اس کمرے کی طرف چلا... اکرام بھی اس کے ساتھ تھا... وہاں سب اس کا انتظار کر رہے تھے۔

"آپ اس شخص کو جانتے ہیں۔"

"ہاں ابا انکل جانتا ہوں... یہ ہمدرد ہے..."

"کیا کہا... یہ ہمدرد ہے۔"

"اس کا نام ہمدرد ہے... یا جو کچھ بھی اس کا نام ہے... یہ اپنا نام ہمدرد بتاتا رہا ہے۔"

"اچھا خیر... یہ کون ہے... آپ سے اس کا کیا تعلق ہے۔"

"پہلے آپ بتائیں... آپ لوگ یہاں کیوں موجود ہیں... یہاں کیا ہوا ہے۔"

"ابھی بتاتے ہیں... لیکن آپ فی الحال اس کے بارے میں کچھ تو بتائیں۔"

"اچھی بات ہے... اس کے بارے میں مسز کوری بتا سکتے ہیں"

"کیا کہا... مسز کوری۔" اکرام کا منہ بن گیا۔

"کیا بات ہے انکل۔"

"کوری ایک پرائیویٹ جاسوس ہے... آپ اسی کی بات کر رہے ہیں نا۔" اکرام نے ان کی طرف دیکھا۔

"ہاں ابا انکل... مسز کوری ایک پرائیویٹ جاسوس ہیں... وکیل صاحب نے انھیں یہاں بلایا تھا۔"

"لیکن کیوں؟" اکرام نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ایک مسئلہ تھا۔"

"کیا مطلب... کیسا مسئلہ؟"

"میں اس بارے میں نہیں بتا سکتا... آپ وکیل صاحب سے پوچھ سکتے ہیں۔"

"میں انھیں فون کر چکی ہوں... وہ آنے والے ہی ہوں گے۔" ہما نے کہا۔

"اوہ اچھا۔"

اسی وقت گھنٹی بجی... ہما دروازے کی طرف گئی اور واپس لوٹی تو اس کے ساتھ وکیلوں کے لباس میں ایک شخص نظر آیا۔

"وکیل صاحب آگئے..." جاوید شانی نے چہک کر کہا۔

"اوہو... کیا معاملہ ہے... یہاں تو بہت لوگ موجود ہیں... شیخ صاحب بھی ہیں... آداب بجا لاتا ہوں۔" وکیل نے جلدی جلدی کہا۔

"یہاں ایک سنگین مسئلہ درپیش ہے... آپ اس شخص کو

جانتے ہیں۔" محمود نے تصویر اس کے سامنے کر دی۔

"اوہ یہ... اچھا... وہ معاملہ... اس کے بارے میں مسٹر کوری بتائیں گے... وہ اسے پکڑ کر جاوید شانی تک لائے تھے۔"

"بہت خوب! آپ ہی ذرا مسٹر کوری کو فون کریں۔"

"ضرور جناب... کیوں نہیں۔"

انہوں نے نمبر ملائے... اور کوری سے بات کی... پھر انہوں نے فون بند کر دیا:

"وہ آرہے ہیں۔" وکیل نے کہا، پھر مسٹر کوری کے آنے پر اس نے کہنا شروع کیا:

"آٹھ دس روز پہلے ایک گمنام شخص نے مسٹر جاوید شانی کو فون کیا کہ یہ اپنی مل تحفے میں کسی رضوان بھائی کو دے دیں... یہ یہ بات سن کر حیران ہوئے... اس نامعلوم آدمی نے انہیں ایک کیسٹ بھی ارسال کی تھی... اس کیسٹ میں کچھ ایسا ثبوت تھا کہ جاوید شانی اس کا مطالبہ ماننے پر مجبور تھے... چنانچہ انہوں نے مجھے فون کیا... میں نے کوری صاحب کو فون کیا... ہم نے اس کیسٹ کو دیکھا... مسٹر کوری نے اس معاملے کی تفتیش اپنے ہاتھ میں لے لی... ایک لاکھ معاوضہ طے ہوا... ایک ہفتے کے اندر مسٹر کوری اس نامعلوم شخص کو پکڑ کر لے آئے... انہوں نے اس سے اس کیسٹ کی کاپیاں بھی حاصل کر لیں... ان کو جاوید شانی صاحب کے ہاتھ سے جلوا دیا گیا اور ہمدرد کو جانے دیا گیا... یہ ہے کل کہانی... اب یہاں کیا معاملہ درپیش ہے...

مجھے نہیں معلوم۔"

"تصویر کو دیکھ کر آپ نے کہا تھا... اوہ اچھا یہ... تو یہ وہ معاملہ ہے... اس کا کیا مطلب تھا۔"

"تصویر والا شخص وہی نامعلوم ہمدرد ہے۔"

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ بولے۔

"جی ہاں! اس نے جاوید شانی کو بلیک میل کرنے کی کوشش کی تھی... لیکن پھر مسٹر کوری کی دخل اندازی سے معاملہ ختم ہو گیا۔"

"ختم نہیں ہوا تھا... ایک دو دن بعد ہی مجھے پھر اس کا خط ملا تھا اور اس نے خط میں لکھا تھا کہ اب مجھے اپنی مل کے ساتھ کوٹھی بھی رضوان بھائی کو دینا ہو گی... بس اس نے خط میں صرف یہ لکھا تھا..."

"پھر... آپ نے کیا کیا۔"

"میں نے پھر وکیل صاحب کو فون کیا... انہوں نے کوری صاحب سے رابطہ کیا... کوری صاحب نے کہا فکر کرنے کی ضرورت نہیں... وہ اس کا انتظام کر لیں گے۔"

"تب پھر مسٹر کوری نے خوب انتظام کیا۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ نے اسے قتل کر دیا۔" محمود نے فوراً کہا۔

"کیا!!!" وہ چلا اٹھا۔

چند منٹ وہاں موت کا سناٹا طاری رہا، پھر کوری نے کہا:

"نہیں، یہ غلط ہے... مجھے اسے قتل کرنے کی کوئی ضرورت

نہیں تھی...‘‘

’’جاوید شانی کے گھر سے اس کی لاش ملی ہے۔‘‘ فاروق نے اسے گھورا۔

’’لیکن لاش ملنے کا مطلب یہ نہیں کہ اسے میں نے قتل کیا ہے... جب کہ لاش جاوید شانی کے گھر سے ملی ہے۔‘‘

’’ہاں! گھر سے ملی ہے.. لیکن اسے قتل یہاں نہیں کیا گیا۔‘‘

’’تو پھر.. کہاں قتل کیا گیا ہے۔‘‘ گوری نے حیران ہو کر کہا۔

’’یہ ہمیں ابھی معلوم نہیں... لیکن آپ کو اس کے بارے میں معلوم تھا... اس کے ٹھکانے کا پتا آپ نے ہی تو لگایا تھا... اور یہی ہمارا آپ سے سوال ہے۔‘‘ فرزانہ نے پر زور انداز میں کہا۔

’’کیا مطلب... کیا سوال ہے؟‘‘

’’یہ کہ آپ نے آخر اس کا سراغ کیسے لگایا تھا۔‘‘

’’شہر میں ایک ہوٹل ہے... ہوٹل انجان... اس ہوٹل میں صرف جرائم پیشہ لوگ بیٹھتے ہیں، آتے جاتے ہیں اور رہائش رکھتے ہیں... بس میں وہاں چلا گیا تھا اور گیا بھی تھا ایک غنڈے کے روپ میں... میں وہاں بیٹھ کر ان سب کی باتیں سنتا رہا... تین دن تک میں نے یہی کام کیا... آخر تیسرے دن وہ آواز میرے کانوں نے سن لی... جو میں نے فون پر سنی تھی... اور وہ آواز تھی ہمدرد کی... یعنی شاوری کی... پھر میں نے اس کی نگرانی کی... اس کی حرکات اور سکنات کو چیک کیا... آخر میں نے اسے دھر لیا اور اس کے قبضے سے وہ کیسٹیں بھی

برآمد کر لیں... پھر اسے لے کر جاوید شانی کے پاس آیا... کیسٹیں ان کے ہاتھ سے جلوا دیں... اور بس... قصہ ختم...‘‘

’’لیکن آپ نے شاوری کو پولیس کے حوالے کیوں نہیں کیا... آخر بلیک میلنگ ایک غیر قانونی کام ہے۔‘‘

’’اس صورت میں اس سے پوچھا جاتا کہ وہ جاوید شانی صاحب کو کس بات پر بلیک میل کر رہا تھا... آخر ان کی وہ کون سی کمزوری تھی... اور یہ بات جاوید صاحب کسی کے سامنے لانا پسند نہیں کرتے تھے... اس لیے اسے چھوڑنا پڑا۔‘‘

’’اور چھوٹتے ہی اس نے جاوید شانی کو خط لکھا... کہ اب انہیں مل کے ساتھ کوٹھی بھی دینا ہو گی... انہوں نے گھبرا کر پھر وکیل صاحب کو فون کیا، وکیل صاحب نے آپ کو بلایا۔ آپ نے اس جھگڑے کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا... یعنی شاوری کو ختم کر دیا... تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔‘‘

’’نہیں... میں نے ایسا نہیں کیا۔‘‘

ایسے میں اکرام کا ایک ماتحت دوڑتا ہوا آیا... اور اسے الگ لے گیا... اکرام واپس پلٹا تو اس کے چہرے پر جوش ہی جوش تھا...

’’کیا خبر ہے انکل۔‘‘

’’ایک چیز نظر آئی ہے۔‘‘ اکرام نے سرسری انداز میں کہا۔

’’تو وہ ایک منٹ... آیئے ہم الگ چل کر بات کر لیں ذرا۔‘‘ محمود نے ہکلا کر کہا۔

اسے خوف محسوس ہوا تھا کہ کہیں وہ سب کے سامنے اس چیز کا نام نہ لے دیں۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں... میں سب کے سامنے بتانے والا نہیں تھا۔"

"بہت شکریہ انکل... آپ بہت اچھے ہیں۔"

"ارے نہیں... ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

"جی... کیا مطلب... کیسی کوئی بات نہیں... یعنی آپ بہت اچھے نہیں ہیں۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا اور وہ مسکرا دیے۔

پھر وہ الگ ہٹ آئے... اب اکرام نے کہا:

"لاش کے کپڑوں پر موبل آئل کے دھبے لگے ہوئے ہیں۔" اس کا لہجہ رازدارانہ تھا۔

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا...

"اس کا مطلب ہے... لاش کو کسی کار کی ڈگی میں رکھ کر یہاں لایا گیا... لانے والے کے پاس کوئی ماسٹر چابی تھی... جس سے کوٹھی کا دروازہ کھولا گیا..."

"بالکل ٹھیک... اس وقت باہر کوری کی کار موجود ہے... ہم لگے ہاتھوں اس کی ڈگی کا جائزہ لے سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے... ہم اسے باتوں میں لگاتے ہیں... محمود... تم ڈگی کھول کر اس کا جائزہ لے لو۔" فرزانہ بولی۔

"ٹھیک ہے۔"

وہ اندر آ گئے... محمود کوٹھی سے باہر چلا گیا... باقی لوگوں نے انہیں سوالیہ انداز میں دیکھا... پھر آئی جی صاحب نے پوچھا۔

"کیا کوئی خاص چیز ہاتھ لگی ہے۔"

"جی... جی ہاں... امید ہے... قاتل بہت جلد ہمارے قبضے میں ہو گا۔"

"بہت خوب!"

"ہاں تو ہم کیا کہہ رہے تھے کہ کوری صاحب نے شاہوری کو قتل کر دیا۔"

"جی نہیں... مجھے ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔"

"تب پھر... آپ کے خیال میں ایسا کرنے کی ضرورت کسے تھی۔"

"صرف اور صرف جاوید شائی صاحب کو اور یہ بات میں ثابت کر سکتا ہوں۔"

کوری نے کہا... باقی لوگ چلا اٹھے۔

...دودھ کا دودھ

چند لمحے تک سکتے کا عالم طاری رہا... آخر آئی جی صاحب کی
آواز ابھری:

"یہ آپ نے کیا کہا مسٹر... ہوش میں رہ کر بات کریں..."

"میرے پاس اس بات کا ثبوت ہے۔" وہ پر زور انداز میں
بولا۔

"اچھی بات ہے... پیش کریں پھر ثبوت... لیکن یاد رکھیں..
اگر ثبوت درست نہ ہوا تو میں آپ کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔" آئی جی
سخت لہجے میں بولے۔

"پہلے آپ سن لیں۔" اس نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"ہوں... سن رہا ہوں۔"

"میرے بھگانے پر شاوری چلا گیا... لیکن اس نے تین
کیسٹوں کے علاوہ بھی کچھ کیسٹیں تیار کرائی ہوئی تھیں... ان کے بل پر
اس نے جاوید شانی صاحب کو خط لکھا... پھر غالباً کسی وقت فون بھی کیا،
انہوں نے فون پر اس سے وقت اور جگہ طے کی... اور وہاں چلے گئے...
کسی کو کچھ بتا کر نہیں... یہ وہاں اپنی کار میں گئے تھے... کیوں جاوید

صاحب... میں غلط تو نہیں کہہ رہا۔"

"یہ جھوٹ ہے..." وہ چلائے۔

"جاوید صاحب.. آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں..
میں اس شخص کو اچھی طرح جانتا ہوں... اور آج اگر یہ اپنی بات ثابت
نہ کر سکے تو میں انہیں حوالات کی سیر ضرور کراؤں گا۔"

"او کے... تب پھر سنیں... یہ اس سے ملنے گئے... اور وہاں
موقع پا کر اسے ختم کر دیا... لیکن پھر انہوں نے سوچا... کہ اب ان کی
لاش ملے گی تو پولیس ضرور ان پر شک کرے گی... لہٰذا انہوں نے یہ
چال چلی کہ لاش کو اٹھا کر اپنے گھر لے آئے... اور اس جگہ ڈال دیا...
تاکہ صبح ان کے گھر والے لاش کو دیکھیں... پھر انہیں جگائیں... اس
طرح ظاہر ہے... ان پر کون شک کرتا... دوسرے انہوں نے پاگل
پن کا ڈراما بھی رچایا... یہ ہے کل کہانی۔"

"لیکن اس کہانی کا ثبوت آپ کے پاس کوئی نہیں۔"

"میرے پاس ثبوت ہے۔"

"کیا مطلب... کیا ثبوت ہے۔"

"جب مجھے وکیل صاحب نے فون کیا کہ شاوری نے پھر
جاوید صاحب کو دھمکی دی ہے... تو مجھے بہت پریشانی ہوئی... میں نے
فوری طور پر اس کی نگرانی شروع کر دی... وہ رات کو گیارہ بجے ہوٹل
ایجان سے نکل کر کھنڈر کی طرف جاتا نظر آیا... میں نے خود کو تاریکی
میں رکھ کر اس کا تعاقب کیا... اور کھنڈر سے کچھ دور رک گیا... جلد

ہی میں نے ایک کار کو اس طرف آتے دیکھا... کار کو دیکھ کر میں اوٹ تاریکی میں ہو گیا... پھر میں نے کار میں سے جاوید شانی کو نکلتے دیکھا۔"

"نن... نہیں... نہیں۔" جاوید شانی چیخ اٹھے۔

"ایک منٹ جاوید... پہلے انہیں بات ختم کرنے دیں... پھر آپ کی بات بھی سنی جائے گی۔"

"او کے..." انہوں نے کہا۔

"کار سے نکل کر یہ کھنڈر کی طرف آئے... ان کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی... نزدیک جاتے ہی انہوں نے وہ چیز اس کے سر پر ماری... وہ چکرا کر گرا اور انہوں نے اس کے گلے میں رسی ڈال کر کس دی... اس طرح اس کا گلا گھٹ گیا... چند لمحے وہ تڑپا اور مر گیا۔"

"اور آپ یہ منظر کھڑے دیکھتے رہے... آپ نے انہیں روکنے کی کوشش نہیں کی..." آئی جی صاحب نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"میں نے کوشش کی... میں ان کی طرف بھاگا... لیکن اس سے پہلے ہی یہ اسے ختم کر چکے تھے... دراصل ان کا پروگرام فوری طور پر میں نہیں بھانپ سکا تھا..."

"پھر... پھر آپ نے کیا کیا۔"

"میں نے ان سے کہا... یہ آپ نے کیا کیا... آپ تو قاتل بن گئے... اس پر یہ بولے... میں آپ کو ایک بڑی رقم دوں گا... آپ اس بات کا کسی سے ذکر نہ کریں۔"

"جھوٹ... بالکل جھوٹ۔" جاوید شانی چلا اٹھے۔

"مگر یہ جھوٹ ہے... تو پھر سچ کیا ہے... یہ آپ بتا دیں۔"

"اس نے فون کر کے مجھے کھنڈر میں ضرور بلایا تھا... اور میں وہاں گیا بھی تھا۔"

"کیا!!!" ان کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے... لیکن جب میں کھنڈر میں پہنچا... کسی نے میرے سر پر پیچھے سے وار کیا... میں چکرا کر گرا اور بے ہوش ہو گیا... جب ہوش آیا تو میں اپنی کار میں بیٹھ کر گھر آ گیا... گھر کا دروازہ میں پہلے ہی کھلا چھوڑ گیا تھا... وہ مجھے اسی طرح کھلا ملا اور میں اندر جا کر بستر پر لیٹ گیا... بہت دیر تک کروٹیں بدلنے کے بعد مجھے نیند آئی..." جاوید شانی یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"اور صبح آپ نے یہاں لاش دیکھی۔" اکرام بولا۔

"ہاں جناب۔"

"کیا میں آپ کے سر کا جائزہ لے سکتا ہوں۔" فاروق نے کہا۔

"ہاں ضرور... کیوں نہیں۔"

فاروق نے اس کا سر ٹٹول کر دیکھا... وہاں ایک گومڑ موجود تھا۔ گویا ان کے سر پر کوئی چیز ماری گئی تھی... اب انہوں نے لاش کے سر کا جائزہ لیا... وہاں بھی ایک گومڑ موجود تھا۔

"مسٹر کوری! آپ کی کہانی کو ہم کیسے درست سمجھ لیں... جب کہ جاوید شانی صاحب کے سر پر گومڑ ہے۔" محمود نے اس کی

طرف دیکھا۔

"خود کو بے گناہ ثابت کرنے کے لیے انہوں نے خود اپنے سر پر کوئی چیز ماری ہو گی... وہ بھی گھر آ کر۔"

"اف توبہ... یہ صاحب تو مجھے مجرم ثابت کر دیں گے۔" جاوید شانی نے پریشان ہو کر کہا۔

"آپ فکر نہ کریں..." آئی جی بولے۔

عین اس لمحے محمود وہاں آ گیا... اس کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا۔ انہوں نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"مسٹر کوزی کی کار کی ڈگی میں موبل آئل کا کوئی دھبہ نہیں ہے۔"

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"اور مسٹر جاوید شانی کی کار کی ڈگی میں کہیں کہیں لگا ہوا ہے... غالباً موبل آئل کا کوئی ڈبہ لیک کرتا رہا ہو گا۔"

"یہ... یہ دھبوں کا ذکر کہاں سے نکل آیا۔" آئی جی صاحب حیران ہو کر بولے۔

"مقتول کے کپڑوں پر موبل آئل کے دھبے پائے گئے ہیں... گویا لاش کو کسی کار کی ڈگی میں رکھ کر لایا گیا ہے... لیکن تیل کے دھبے کوزی صاحب کی کار کی ڈگی میں نہیں ملے... جب کہ جاوید صاحب کی کار کی ڈگی میں تیل کے دھبے موجود ہیں۔"

"نن نہیں... نہیں۔" وہ بہت زور سے اچھلے... آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

"آپ نے کھنڈر میں جانا خود تسلیم کیا ہے۔"

"لیکن میری کار میں تیل کے دھبے نہیں ہو سکتے۔" وہ چلائے۔

"کیوں نہیں ہو سکتے۔"

"اس لیے کہ میں کار کی صفائی پاگلوں کی حد تک کرتا ہوں"

"وہ آپ باہر سے کرتے ہوں گے... ڈگی کے اندر کی صفائی تو اس طرح نہیں کرتے ہوں گے۔"

"میں اندر باہر... ہر جگہ کار کی صفائی کرتا ہوں... آپ پسند کریں تو یہ بات میری ممی اور ڈیڈی سے معلوم کر لیں۔"

"وہ تو ظاہر ہے... آپ کے بیان کی تصدیق کریں گے... سوال یہ ہے کہ کار میں تیل کے دھبے کہاں سے آ گئے۔"

"افسوس! میں نہیں جانتا۔"

"ہمیں افسوس ہے... اب آپ کو گرفتار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں... کیوں انکل۔" محمود نے آئی جی صاحب کی طرف دیکھا۔

"بالکل۔" وہ بولے۔

"یہ... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں... آپ تو میرے دوست ہیں۔" جاوید شانی چلا اٹھا۔

"میں دوست ہوں... لیکن قانون کے ہاتھوں مجبور ہوں...

آپ کے خلاف بہت کافی ثبوت مل چکا ہے... معاملہ ہے بھی قتل کا... لہٰذا آپ کو گرفتار کرنا ہی پڑے گا..."

"اور انہوں نے ایک بات کی وضاحت بھی نہیں کی..." فرزانہ بول پڑی۔

"کس بات کی۔"

"بلیک میلر نے جو کیسٹ انہیں بھیجی، اس میں کچھ تھا... اگر انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا تو یہ اس کیسٹ کو دیکھ کر گھبرا کیوں گئے تھے... انہوں نے اپنے وکیل کو کیوں بلایا تھا... اور پھر وکیل نے ایک جاسوس کی خدمات کیوں حاصل کی تھیں... اس کیسٹ سے بھی تو ان کا مجرم ہونا ثابت ہوتا ہے۔"

"نہیں ہوتا۔" جاوید شانی فوراً بولے۔

"کیسے نہیں ہوتا... آپ بتائیں... اس میں کیا تھا۔"

"وہ میں... میں نہیں بتا سکتا... اپنے وکیل کے مشورے کے بغیر نہیں بتا سکتا۔"

"آپ پہلے وکیل سے مشورہ کرلیں... ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔"

"اچھی بات ہے..."

اب انہوں نے وکیل سے بات کی... ساری بات سن کر وکیل نے کہا:

"اب آپ کو کچھ بھی چھپانا نہیں چاہیے... ساری بات

بتادیں۔"

"لیکن اس طرح تو یہ مجھے چڑھادیں گے پھانسی۔"

"نہیں... ایسا نہیں ہو سکتا... ہم آپ کا کیس لڑیں گے... آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے... آپ بے گناہ ہیں..."

"کیا آپ کو پوری طرح یقین ہے۔"

"ہاں! سو فیصد۔"

"او کے..." انہوں نے کہا... پھر انہوں نے کہنا شروع کیا۔

"میں نے کوئی جرم نہیں کیا... مجھے اس روز ایک نامعلوم آدمی نے فون کر کے ہوٹل اپہان میں بلایا تھا... اس نے کہا تھا کہ آپ ہوٹل اپہان کے کمرہ نمبر 32 میں آجائیں... مجھے بہت خاص باتیں بتانا ہیں... آپ کی مل کے بارے میں، اس لیے کہ آپ کا منیجر مل میں بہت گڑبڑ کر رہا ہے... میں یہ سن کر دھک سے رہ گیا... اس لیے کہ مجھے منیجر پر پہلے سے شک ہو چکا تھا... اور میں اپنے شک کو اس پر ظاہر کر بھی چکا تھا..."

"آپ نے کیا کہا... آپ اپنے شک کو اس پر ظاہر کر چکے تھے۔" فرزانہ نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! میں نے اسے بتادیا تھا کہ میں اس کی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہوں... اور مجھے شک ہے کہ آپ گڑبڑ کر رہے ہیں... لہٰذا آپ تیار رہیں... میں حساب کتاب کی مکمل پڑتال کراؤں گا...
اس پر اس نے ہنس کر کہا تھا کہ آپ بلاوجہ شک کر رہے ہیں... اور یہ

کہ آپ ضرور چیک کروائیں... ان حالات میں مجھے وہ فون ملا... میں
وہاں چلا گیا اور یہ میری بے وقوفی تھی۔ مجھے چاہیے تھا... یا تو اپنے دو
چار ماتحتوں کو لے کر جاتا یا پولیس کی مدد لیتا... خیر میں وہاں پہنچا...
کمرے میں داخل ہوا... تو وہاں منیجر خود موجود تھا۔"

"کیا!!!" وہ چلائے۔

"ہاں! میں اسے دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا... اس کے ہاتھ
میں ایک خنجر تھا... اور وہاں ایک اور شخص موجود تھا... جو شکل و
صورت سے غنڈہ لگتا تھا... اس کے ہاتھ میں بھی چاقو تھا... اب تو
میرے ہوش اڑ گئے... منیجر ہنسا اور بولا:

"تو آپ میرا حساب کتاب چیک کروائیں گے... لیکن ہم وہ
وقت ہی نہیں آنے دیں گے اس سے پہلے ہی آپ کا کام تمام کر دیں
گے... کیا خیال ہے آپ کا کام تمام کر دیا جائے۔"

"نہیں نہیں... میں کوئی حساب کتاب چیک نہیں کراؤں
گا..." میں مارے خوف کے چلا اٹھا۔

"ڈرگی... اس کا کام تمام کر دو۔"

"بہت اچھا سر۔" اس نے کہا جو اس کے سامنے تھا...

"انہوں نے میرے اندر داخل ہوتے ہی کمرے کا دروازہ
بند کر دیا تھا... جب ڈرگی خنجر لے کر میری طرف بڑھا... میں مارے
خوف کے لرز رہا تھا... اور پیچھے ہٹ رہا تھا... یہاں تک کہ میں کمرے
کی دیوار سے جا لگا... ادھر ڈرگی نے خنجر والا ہاتھ اٹھایا... میں چلایا...

نہیں نہیں... مجھے نہ مارو... تم جو کہو گے، میں کروں گا... ادھر منیجر
چلایا... ڈرگی... اس کو ختم کر دو... ڈرگی خوفناک ہنسی ہنسا... اور اس کا
خنجر والا ہاتھ نیچے آیا... لیکن... خنجر دیوار پر لگا... اور نیچے گر گیا...
ڈرگی کے منہ سے ایک ہلکی سی چیخ نکل گئی... اس کا ہاتھ دیوار پر لگا
تھا... وہ ہاتھ پکڑ کر بیٹھتا چلا گیا... اور میں نے خنجر اٹھا لیا اور سوچا... یہ
مجھے ختم کرنے پر تل گئے ہیں... ایسے میں اپنے بچاؤ کے لیے مجھے کچھ
کرنے کا حق ہے... لہٰذا میں نے خنجر اٹھا لیا... اس وقت تک ڈرگی اٹھ
چکا تھا... اور بالکل میرے سامنے کھڑا تھا... میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ...
خنجر اس کے پیٹ میں دے مارا... اس کے منہ سے ایک بھیانک چیخ
نکل گئی اور خون اس کے پیٹ سے نکل نکل کر فرش پر گرنے لگا...
مجھے اپنے ہاتھوں اور پیروں سے جان نکلتی محسوس ہوئی... میں فرش پر
اکڑوں بیٹھ گیا... ایسے میں منیجر نے کہا:

"سر! آپ نے ڈرگی کو مار ڈالا!!!... اب آپ جا سکتے ہیں۔"

"کیا کہا... میں جا سکتا ہوں۔"

"ہاں! آپ جا سکتے ہیں... اپنے گھر۔"

"اور... اور یہ لاش۔"

"اسے میں ٹھکانے لگا دوں گا، آپ فکر نہ کریں... ہاں بدلے
میں آپ مل کا حساب کتاب نہیں کرائیں گے... سمجھ گئے آپ... اگر
آپ حساب کتاب کرائیں گے تو میں ڈرگی کے قتل کی کہانی پولیس کو
سنا دوں گا۔"

"میں کانپ گیا... میں نے وہاں سے نکلنے کی کی... سوچا... اس وقت تو یہاں سے نکل چلو... پھر دیکھا جائے گا... میں چلا آیا... اس روز کے بعد منیجر من مانی کرنے لگا اور میں پھانسی کے پھندے کے خوف سے کچھ کہنے کے قابل نہ رہا... بس یوں سمجھ لیں... اب میں مل کا ایک چھوٹا سا حصے دار ہوں... دنیا کی نظروں میں مل کا مالک ہوں... لیکن اصل مالک وہ بنا بیٹھا ہے... میں کاغذات میں مالک رہ گیا ہوں بس۔"

یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا... اب ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے...

"آپ نے یہ کہانی پہلے کیوں نہ سنائی۔" محمود نے منہ بنایا۔

"موت کے خوف سے۔"

"لیکن یہ کہانی آپ کی بے گناہی کی کہانی سنا رہی ہے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"کک... کیا مطلب؟"

"ہم اب آپ کو گرفتار نہیں کریں گے... پہلے اس معاملے کی تحقیقات کریں گے... پہلے یہ دیکھنا ہو گا... ان لوگوں نے ڈرگی کی لاش کا کیا کیا... جب تک لاش نہ ملے... آپ پر قتل کا مقدمہ نہیں بن سکتا..."

"اوہ... اوہ۔"

"کیا آپ کے وکیل نے یہ بات نہیں سنائی تھی۔"

"وکیل صاحب کو میں نے یہ کہانی کب سنائی تھی... کیسٹ تو انہیں بھی دکھائی گئی ہے... اور انہوں نے میرے لیے پرائیویٹ جاسوس کا انتظام کر دیا ہے۔"

"انہوں نے غلط کیا... آپ کو اس کیس میں گرفتار نہیں کیا جا سکتا تھا... جب تک کہ لاش نہ مل جاتی اور لاش کو ان لوگوں نے ٹھکانے لگا دیا تھا..."

"میں... میں کیا کہہ سکتا ہوں... میری تو بس عقل خبط ہو چکی ہے۔"

"خیر... پہلے ہم آپ کے منیجر سے ملاقات کریں گے۔"

"ضرور... لیکن اگر لاش مل گئی... یعنی انہوں نے بتا دیا کہ لاش فلاں جگہ دفن ہے..."

"تو اس صورت میں آپ کو گرفتار کر لیا جائے گا... کیونکہ آپ کی کہانی درست ثابت ہو جائے گی... لیکن فیصلہ عدالت کرے گی۔"

"اب جو بھی ہو گا... دیکھا جائے گا..."

انہوں نے آئی جی صاحب سے اجازت لی اور منیجر کی کوٹھی پہنچے... مل میں اس کی موجودگی کے اوقات انہوں نے پوچھ لیے تھے...

"ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔" فاروق کی آواز سنائی دی۔

"میرے خیال میں تو تمہاری سمجھ میں تو کوئی بات بھی نہیں

آئی۔" فرزانہ مسکرائی۔

"یہ ضروری نہیں کہ تمہارا خیال درست ہو۔" فاروق نے اسے گھورا۔

"خیر... پہلے بتاؤ... وہ کیا بات ہے..."

"اس کیس سے ابا جان کیوں اب تک الگ تھلگ ہیں... جب کہ آئی جی صاحب تک معاملے میں دلچسپیاں لے رہے ہیں۔"

"وہ کسی اور معاملے میں الجھے ہوئے ہوں گے اور ان کی نظروں میں وہ معاملہ اس معاملے سے زیادہ اہم ہوگا۔"

"یہی بات ہو سکتی ہے... خیر..."

جاوید شانی کے منیجر کا نام طاہر قدوائی تھا... اس کی کوٹھی بھی بہت شاندار تھی... جاوید شانی سے کسی طرح کم نہیں تھی... پہلے اس کا ملازم باہر آیا، پھر وہ انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر چلا گیا... جلد ہی انہوں نے تیز قدموں کی آواز سنی اور ایک درمیانے قد کا سڈول سا آدمی اندر داخل ہوا:

"فرمایئے... آپ کو مجھ سے کیا کام ہے۔"

"آپ طاہر قدوائی ہیں..."

"ہاں! ہوں... تو پھر۔" اس کا لہجہ اکھڑ سا تھا۔

"اور آپ جاوید شانی کی مل کے منیجر ہیں۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔"

"آپ نے اس لاش کو کہاں دفن کیا ہے۔"

"ل... لاش... ارے باپ رے... کون سی لاش... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"بہت خوب! انجان بننے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا... جاوید شانی نے ہمیں سب کچھ بتا دیا ہے۔"

"کیا بتا دیا ہے۔" وہ حیران ہو کر بولا۔

"یہ کہ آپ نے مل کے حسابات میں گڑبڑ کی... اس گڑبڑ کا انہیں پتا چل گیا... انہوں نے آپ کو مکمل جانچ پڑتال کی دھمکی دی... آپ نے انہیں ہوٹل اپنان سے فون کیا اور کمرہ نمبر 32 میں بلایا۔ وہ وہاں گئے تو اندر آپ اور آپ کا ساتھی ڈرگی چاقو لیے نظر آئے... ڈرگی نے جاوید شانی کو ہلاک کرنے کی کوشش کی... لیکن خود ان کے ہاتھوں مارا گیا... تاہم آپ نے جاوید شانی کو وہاں سے آنے دیا... اور ان سے کہا کہ اگر وہ حسابات چیک نہیں کرائیں گے تو آپ بھی پولیس کو کچھ نہیں بتائیں گے اور اس لاش کو بھی آپ ٹھکانے لگا دے گا... لاش لدوا وہاں سے آ گئے... اب ہمارا آپ سے سوال ہے کہ آپ نے لاش کہاں دفن کی ہے۔"

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جاوید شانی مجھ پر اتنا بڑا الزام لگائیں گے..."

"آپ کا مطلب ہے... ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا اور انہوں نے آپ پر صرف الزام عائد کیا ہے۔"

"بالکل... نہ تو میں نے حسابات میں گڑبڑ کی ہے... نہ انہیں

کسی ہوٹل میں خفیہ طور پر بلایا ہے... ان کی یہ کہانی فرضی ہے... ویسے ایک بات میں ضرور کچھ دن سے محسوس کر رہا ہوں۔"

"اور وہ کیا؟" فرزانہ بولی۔

"یہ کہ وہ مجھے کسی نہ کسی طرح مل سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں... شاید اسی لیے ایسی فرضی کہانیاں گھڑ رہے ہیں..."

وہ چکرا گئے... کہ کسے درست سمجھیں... کسے غلط... آخر کچھ سوچ کر فرزانہ نے کہا:

"میرا خیال ہے... آپ فوراً ہمارے ساتھ چلیں۔"

"لیکن کہاں اور کیوں۔"

"جاوید شانی کے پاس... تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔"

"آپ کا مطلب ہے... اس طرح دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔"

"ہاں! کیوں نہیں..."

"چلیے... میں چلنے کے لیے تیار ہوں... مجھے کوئی اعتراض نہیں..." اس نے فوراً کہا۔

وہ اسی وقت پھر جاوید شانی کی کوٹھی پہنچے... منیجر کو دیکھ کر جاوید شانی کا منہ سرخ ہو گیا۔

"غدار... بے ایمان..."

"نہ تو میں غدار ہوں اور نہ بے ایمان... آپ نے جو کہانی

نہیں سنائی... وہ میں نے بھی ان کی زبانی سنی ہے... اگر یہ واقعی کہانی ہے... تو آپ نے اس سے پہلے مجھ سے کیوں نہ کہا۔"

"میں نے تمہیں بلا کر یہ ساری کہانی سنائی تھی... اور تمہیں ...ر تنبیہ کر دی تھی کہ اپنی خطرناک حرکتوں سے باز آجاؤ... لیکن تم کہاں ...نے والے تھے... تم نے مجھے پھنسانے کے لیے وہ گیسٹ تیار کروائی ...ور شاوری کے ذریعے میری طرف بھیجی... پھر مجھے ہوٹل کے ...رے میں بلایا... میرے ہاتھوں ڈرگی کا خون کر دیا... تاکہ میں اس ...رم میں پھانسی پا جاؤں... اور مل کے مالک تم بن جاؤ۔"

"نہیں... یہ غلط ہے۔" طاہر قدوائی چلا اٹھا۔

"اگر یہ غلط ہے... تو مسٹر قدوائی سچ کیا ہے... یہ بھی تو بتائیں نا۔" اکرام نے منہ بنایا۔

"انہوں نے مجھ پر کبھی شک نہیں کیا... نہ کبھی ٹوکا... میرا حساب کتاب بالکل صاف ہے... آپ چیک کرالیں..."

"لیکن اس میں تو بہت وقت لگے گا۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"مل کے حسابات ہیں... دیر تو لگے گی۔" طاہر قدوائی نے کہا۔

"آپ کیا کہتے ہیں..." محمود نے جاوید شانی کی طرف دیکھا۔

"میں... میں کیا کہہ سکتا ہوں... میری تو ساری کہانی آپ کے سامنے ہے... آپ حسابات چیک کروالیں۔"

"سوال یہ ہے کہ جب آپ نے ان کی دھوکا بازی محسوس

کر لی تھی تو آپ نے انہیں مل سے نکال کیوں نہیں دیا۔"

"یہ اتنا آسان نہیں ہوتا... ایک شخص جس نے پوری مل کو سنبھالا ہوا ہوتا ہے... اسے یک دم کس طرح فارغ کیا جا سکتا ہے۔" جاوید شانی بولے۔

"لیکن کہانی صاف کیوں نہیں ہو رہی... ڈوری کی لاش کہاں ہے۔" محمود نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"ارے لو... ہائیں۔" فرزانہ زور سے اچھلی۔

انہوں نے دیکھا... اس کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی۔

ایک کوشش...

"کون سی چیز کاٹ گئی کیا؟" فاروق نے ذرا سا منہ بنایا۔

"نہیں... ایک خیال سوجھا ہے... لیکن میں وہ خیال ان سب کی موجودگی میں نہیں بتاؤں گی... لہٰذا صبر کریں۔"

"اچھی بات ہے... بعد میں سن لیں گے... اب کرنا کیا ہے۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"مسز کوری... آپ نے جو ڈوری کا سراغ لگایا تھا... اس پر ہمیں حیرت ہے۔"

"میرے نزدیک تو اس میں حیرت کی بات نہیں... اس لیے کہ سراغرساں اور مجرم کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے... ہم جانتے ہیں... شہر میں مجرموں کے اڈے کہاں کہاں ہیں... اور ان کا اٹھنا بیٹھنا کہاں کہاں ہے..." اس نے جواب دیا۔

"آپ کو یہ معاملہ قانون کی نظروں میں لانا چاہیے تھا۔"

"اس طرح بے چارے جاوید شانی مشکل میں پھنستے..."

"اوہو... یہ مسئلہ قتل کا ہے... پھنستے یا نہ پھنستے... قانون کی نظروں میں لانا چاہیے تھا... لہٰذا آپ بھی مجرم ہیں۔"

"اگر جاوید شانی کا بیان درست ہے... تب تو پھر طاہر قدوائی نے ڈورگی کی لاش کو کہیں چھپایا ہے... یا دفن کیا ہے... تاکہ اپنا دباؤ جاوید شانی پر قرار رکھ سکیں اور اس مل کے پیچھے ہتھائے مالک بن جائیں۔" فرزانہ نے پرجوش انداز میں کہا۔

"اور اس کام میں طاہر قدوائی کے معاون بن گئے خود کوری صاحب..."

"نہیں... یہ بات غلط ہے... میں نے ان کی کوئی مدد نہیں کی بلکہ میں نے تو بلیک میلنگ ختم کرنے کی کوشش کی۔"

"اور آپ لاش کو بھول گئے۔"

"ہاں... یہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔"

"انکل... انہیں گرفتار کرلیں... کیسٹ دیکھنے کے بعد انہیں فوراً فون کرنا چاہیے تھا اور وکیل صاحب کو بھی گرفتار کرلیں۔"

"جی نہیں... آپ ہمیں گرفتار نہیں کرسکتے۔" وکیل کی آواز سنائی دی۔

"اور... وہ کیوں؟"

"اس لیے کہ ایسی کیسٹیں فرضی بھی بن سکتی ہیں... اور ہم نے ڈورگی کی لاش کو آنکھوں سے دیکھا نہیں تھا۔"

"بالکل ٹھیک وکیل صاحب۔" طاہر قدوائی نے خوش ہو کر کہا۔

"پھر بھی آپ دونوں کا فرض تھا کہ پولیس کو فون کرتے تاکہ

وہ اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں لے کر شالوری سے اگلواتی کہ لاش کہاں ہے... آپ نے ایسا نہیں کیا اور اب اصل مجرم نے شالوری کو ہلاک کردیا۔ تاکہ پولیس اس سے یہ نہ پوچھ سکے... اس نے لاش کو کہاں دفن کیا ہے... اس طرح اب مشکل پیش آئے گی۔"

"کیسی مشکل؟" طاہر قدوائی نے منہ بنایا۔

"لاش تلاش کرنے کی مشکل..."

"اور جب تک ڈورگی کی لاش نہیں مل جاتی... اس وقت تک جاوید شانی پر مقدمہ نہیں شروع ہوسکتا... لہٰذا پہلے ہم لاش کی تلاش شروع کریں گے... کیا خیال ہے انکل... انہیں گرفتار کیا جائے یا نہیں۔"

"جاوید شانی کو فی الحال گرفتار نہیں کیا جاسکتا... کیونکہ کیسٹ فرضی ہوسکتی ہے... لیکن مسٹر کوری اور وکیل صاحب نے کیسٹ کے معاملے کو چھپایا... لہٰذا انہیں ضرور حراست میں لیا جاسکتا ہے۔"

"ہم پہلے ہی اپنی ضمانت کرا چکے ہیں۔" وکیل نے ہنس کر کہا۔

"تو ہوا اچھا... ہاں کیوں نہ ہو... ہو جو وکیل... خیر... اپنی ضمانت کے کاغذات دکھا دیں۔"

"لو کے... یہ رہے کاغذات۔"

کاغذات دیکھنے کے بعد اب وہ انہیں گرفتار نہیں کرسکتے

تھے... لہٰذا انہیں جانے کی اجازت دے دی گئی... اب وہ جاوید شانی کی طرف مڑے:

"آپ ڈورگی کا حلیہ بتائیں... کیا آپ کی مل میں اس حلیے کا کوئی آدمی کام کرتا رہا ہے۔"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا... اس لیے کہ مل کے ملازمین سے میرا آمنا سامنا بہت کم ہوتا ہے۔"

"ہوں... خیر... آپ حلیہ بتائیں... محمود... تم پنسل کاغذ سنبھال لو۔"

"جی کیا مطلب... پنسل کاغذ۔" جاوید نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! پنسل کاغذ... آپ اپنا کام کریں... حلیہ ذرا خوب سوچ سمجھ کر اور بالکل ٹھیک بتانے کی کوشش کریں... کیا آپ ایسا کر سکیں گے۔"

"ہاں! کیوں نہیں... کیسٹ میں اسے دیکھ کر مجھے اس کا حلیہ اچھی طرح یاد آ گیا ہے... وہ لمبے قد کا تھا... ناک بھی لمبی... دائیں گال پر تل... بڑی بڑی مونچھیں... گال بھرے بھرے..."

وہ حلیہ بتاتا چلا گیا... محمود کی پنسل تیزی سے کاغذ پر چل رہی تھی... جاوید کے خاموش ہونے کے صرف چند منٹ بعد اس نے پنسل سے بنائی تصویر ان کے سامنے رکھ دی... جاوید اس کو دیکھ کر اچھلا۔

"یہ... یہ تو بالکل ڈورگی کی تصویر ہے۔"

"شکریہ... اب ہم یہ تصویر مل کے ملازمین کو دکھائیں گے... ہمارا خیال ہے... وہ مل کا ہی کوئی غنڈہ اپنے ساتھ لے گیا تھا۔"

"آپ کا مطلب ہے... منیجر۔" جاوید شانی نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! اگر یہ سازش ہے... تو اس میں اصل جرم منیجر کا ہے... اور اگر سازش نہیں ہے... تو آپ مجرم ہیں۔"

"لیکن میں کیسے مجرم ہوں... کیسٹ دیکھنے کا اقرار اختر شومانی اور کوری دونوں نے کیا ہے... میں نے کیسٹ ملنے پر اختر شومانی کو بلایا تھا... اختر صاحب نے کوری کو بلایا... کوری نے شاہوری کو پکڑ لیا اور کیسٹوں سمیت یہاں لے آیا... میں نے کیسٹیں جلا دیں... لہٰذا میں مجرم کیسے ہو گیا۔"

"آپ کو فوری طور پر پولیس کو بلانا چاہیے تھا... تاکہ وہ اس معاملے کو دیکھتی... آپ سے قتل اپنی جان بچانے کے سلسلے میں ہوا تھا... یہ بات تو اس کیسٹ سے بھی ثابت ہو رہی تھی... آپ کو ان کیسٹوں کو جلانے کی ضرورت نہیں تھی... وہ تو آپ کی حفاظت کا سامان تھیں... لہٰذا آپ مجرم ہو سکتے ہیں۔"

"میں مجرم صرف اس بات کا ہو سکتا ہوں کہ میں نے اپنے جرم کو چھپانے کی کوشش کی... مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش تو کی گئی نا۔"

"یہ آپ کا ڈرامہ بھی ہو سکتا ہے..."

دھمکی میں ڈراما کس لیے کرتا..." وہ بولے۔

"اس پر ہم ابھی غور کریں گے... ہو سکتا ہے... آپ کے پاس کوئی وجہ ہو... آپ نے خود اپنے خلاف ایک جال بچھایا ہو... خود کو بے گناہ ثابت کرنے کے لیے..." محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"آپ تو جناب بہت زیادہ عجیب بات کر رہے ہیں... آخر میں ایسا کیوں کرتا۔"

"میں نے کہا نا... ابھی ہمیں اس پر غور کرنا ہے۔"

"اچھی بات ہے... آپ غور کر لیں... میں نے کوئی ڈراما نہیں کیا۔"

وہ وہاں سے نکل آئے...

"انکل اکرام! کیا آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔"

"نہیں... میں بھی غور کر رہا ہوں... معاملہ بہت الجھا ہوا ہے... اگر جاوید شانی کا بیان درست ہے تو منیجر مجرم ہے۔"

"اور وکیل صاحب اور کوری کو آپ کس خانے میں فٹ رکھیں گے۔"

"ہو سکتا ہے... وہ بے گناہ ہوں... انہوں نے واقعی اپنے موکل یعنی جاوید شانی کو بچانے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا ہو... یعنی غلط طریقہ... ویسے یہ وکیل لوگ اور پرائیویٹ جاسوس لوگ اپنے موکل کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں... رہ گئے منیجر صاحب... لگتا ہے... ان کا اور شاوری کا آپس میں تعلق تھا... جب منیجر نے دیکھا کہ

جاوید شانی نے وکیل اور پرائیویٹ جاسوس کو بلایا ہے اور جاسوس نے شاوری کا سراغ لگا کر کیسٹیں برآمد کر لی ہیں اور اس وقت بے شک شاوری کو چھوڑ دیا گیا ہے... لیکن پولیس تک بات پہنچی تو شاوری کو گرفتار کر لیا جائے گا... تو اس نے اسے ختم کر دیا اور لاش لے جا کر جاوید شانی کے گھر میں ڈال دی... تاکہ کیسٹ والا وار خالی جانے کے بعد جاوید قتل کے جرم میں پھنس جائے..."

"بالکل ٹھیک... لیکن سوال یہ ہے کہ شاوری نے وہ فلم کیسے بنائی... یہی خیال آیا تھا مجھے اس وقت۔" فرزانہ بولی۔

"اوہ ہاں... واقعی... یہ اہم سوال ہے... شاوری نے فلم کیسے بنائی... اس کا مطلب ہے... وہاں فلم بنانے کی تیاری پہلے سے کر لی گئی تھی... جونہی جاوید شانی ہوٹل کے کمرے میں داخل ہوئے.. فلم بننے لگی... پھر ڈرگی آگے بڑھا... ڈرگی نے ان پر وار کیا... اور اس کے ہاتھ سے چاقو گر گیا... کیا یہ بات عجیب نہیں... ایسے لوگوں کے ہاتھوں سے چاقو گرا نہیں کرتے... دوسری عجیب بات... جاوید شانی تو اس وقت خوف کی حالت میں دیوار سے لگے ہوئے تھے... انہوں نے حرکت بھی نہیں کی تھی... ایسی حالت میں ڈرگی کا ہاتھ کیسے چوک گیا... اور پھر اس سے بھی عجیب بات... جب جاوید شانی نے چاقو اٹھا لیا... تو اس نے خود کو بچانے کی بالکل کوشش نہیں کی... جب کہ وہ تو ایک غنڈہ تھا... اور جاوید شانی ایسے معاملات میں بالکل اناڑی... وہ تو فوراً پیچھے ہٹ کر خود کو بچا سکتا تھا لہٰذا یہ بات بہت زیادہ عجیب ہے کہ

اس نے خود کو بچانے کی ذرا سی بھی کوئی حرکت نہیں کی... کیا ہم اس بارے میں جاوید شانی سے چند سوالات اور نہ کر لیں۔"

"ضرور کر لینے چاہئیں... ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"حد ہو گئی... یہ اس وقت ہاتھ کنگن کو آرسی کیا کی کیا ضرورت پیش آ گئی۔" محمود جل گیا۔

"وہ... دراصل بہت دیر ہو گئی تھی محاورہ بولے۔"

وہ مسکرا دیے... پھر محمود نے جاوید شانی کو فون کیا... اس کی آواز سن کر وہ بولا

"ایک سوال کا جواب ذرا سوچ کر دیں... جب آپ ہوٹل ایمان کے کمرہ نمبر 32 میں داخل ہوئے اور ڈرگی آپ پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا... تو آپ دیوار سے جا لگے تھے۔"

"ہاں ایسی بات ہے۔"

"پھر ڈرگی نزدیک آیا اور آپ پر چاقو کا وار کیا۔"

"بالکل ٹھیک..."

"کیا آپ خود کو بچانے کے لیے اپنی جگہ سے ہٹے تھے... ہلے تھے۔"

"نہیں... مجھ پر تو سکتے کی حالت طاری ہو گئی تھی... میں بالکل نہیں ہلا تھا۔"

"اور ڈرگی کا ہاتھ دیوار پر لگا تھا... پھر اس کے ہاتھ سے چاقو

چھوٹ کر نیچے گر گیا تھا۔"

"بالکل یہی بات ہے۔"

"اور آپ نے جھک کر چاقو اٹھا لیا... کیا اس نے چاقو اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی؟"

"نہیں... اس نے کوشش نہیں کی تھی۔"

"بہت خوب اس نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی..."

"بالکل نہیں۔"

"پھر آپ نے خنجر اٹھایا اور وہ اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو گئے... کیونکہ ہاتھ دیوار پر لگنے کی وجہ سے وہ ہاتھ کو پکڑ کر بیٹھ گیا تھا۔"

"یہی بات ہے۔"

"او کے... اب اور غور کر کے بتائیں... جب آپ نے اسے چاقو مارا... اس نے خود کو بچانے کی کوشش کی تھی۔"

"نہیں... بالکل نہیں۔" جاوید شانی کے لہجے میں حیرت ہی حیرت تھی۔

"کیوں... کیا یہ بات سن کر آپ حیرت محسوس کر رہے ہیں۔"

"ہاں... بالکل... آپ کے توجہ دلانے پر ہی مجھے یہ بات محسوس ہوئی ہے... اس نے بالکل کوئی کوشش نہیں کی تھی۔"

"ہوں... جب آپ اندر داخل ہوئے تھے... تو دروازہ اندر

سے کس نے فون کیا تھا... ڈرگی نے یا منیجر طاہر قدوائی نے۔"

"ڈرگی نے فون کیا تھا۔"

"کیا آپ کو اس کے قدم لڑکھڑاتے محسوس ہوئے تھے۔"

"ہرگز نہیں... کیوں... یہ کیوں پوچھا آپ نے۔"

"میرا مطلب ہے... وہ نشے میں تو نہیں تھا۔"

"نہیں... بالکل نہیں۔" اس نے تیز آواز میں کہا۔

"گویا وہ اپنے پورے ہوش و حواس میں تھا۔"

"جی ہاں... بالکل... دونوں میں سے کوئی بھی نشے میں نہیں تھا۔"

"بہت خوب! شکریہ... ہمیں یہی پوچھنا تھا..."

"لیکن مجھے تو کچھ بتا دیں۔"

"ابھی نہیں... کچھ دیر اور انتظار کریں۔"

یہ کہہ کر محمود نے فون بند کر دیا... اب وہ گھر پہنچے... انسپکٹر جمشید وہاں موجود تھے... انہیں دیکھتے ہی بولے:

"اگر وہاں فلم بنائی گئی تھی... تو اس میں اب پوچھنے کی کیا بات رہ جاتی ہے..."

"آپ نے ٹھیک فرمایا... ہم اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں... لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا۔"

"میں ابھی دفتر سے چلا نہیں تھا کہ آئی جی صاحب وہاں پہنچ گئے... انہوں نے ساری کہانی سنائی۔"

"اوہ اچھا... پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔"

"میں تم سے بھی پوری تفصیل سننا چاہوں گا۔"

"جی اچھا..."

"لیکن پہلے کھانا۔" انہوں نے اپنی والدہ کی آواز سنی... وہ ...ے اٹھائے باورچی خانے سے نکل رہی تھیں۔

"چلو بھئی... آج پہلے ان کی بات مان لو۔" انسپکٹر جمشید ...سکرا دیے۔

وہ بھی مسکرا اٹھے اور کھانا کھانے لگے... کھانے سے فارغ ...و کر محمود نے انہیں ساری تفصیل سنائی... سن کر وہ بولے:

"اب کیا پروگرام ہے۔"

"ہم چاہتے ہیں... مل کا چکر لگا لیں... محمود کی بنائی ہوئی ...صویر وہاں کام کرنے والوں کو دکھائیں گے... تاکہ ڈرگی کا پتا چل ...کے۔"

"ہوں ٹھیک ہے۔"

"تو کیا آپ نہیں چلیں گے۔"

"میں بعد میں تمہارے ساتھ شامل ہوں گا... اس وقت ...نہیں... یہ کام تم ہی کرو۔"

"جی اچھا۔"

وہ مل پہنچے... منیجر نے انہیں دیکھ کر زہریلا سا منہ بنایا۔

"آپ یہاں بھی آ گئے۔"

"جی ہاں! مجبوری ہے۔"

"خیر... کہیے... کیا چاہتے ہیں۔"

"مل کے ملازمین سے ملنا چاہتے ہیں۔"

"کیا سب سے ملیں گے؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نہیں... چند ایک سے ملاقات ہی کافی ہو جائے گی۔"

"او کے..." یہ کہتے ہوئے اس نے ایک بٹن دبایا... فوراً ہی ایک ملازم اندر داخل ہوا۔

"انہیں اپنے ساتھ لے جاؤ... چند ملازمین سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتے ہیں۔"

"جی اچھا۔" اس نے کہا اور انہیں باہر لے آیا... پھر مل کے ایک شیڈ میں انہیں لے آیا... یہاں پچیس کے قریب ملازمین مشینوں پر کام کر رہے تھے... مشینوں کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی...

"آپ لوگوں میں سے کوئی اس شخص کو پہچانتا ہے۔" محمود نے اپنی بنائی ہوئی تصویر ان کے آگے کر دی... انہوں نے تصویر کو غور سے دیکھا اور انکار میں سر ہلا دیے...

"نہیں جناب! ہم نے اس شکل صورت والے آدمی کو نہیں دیکھا۔"

اس طرح وہ اور شیڈ میں گئے... لیکن کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ اس حلیے کے آدمی کو انہوں نے کہیں دیکھا ہے...

آخر وہ مایوس ہو کر گھر لوٹ آئے... انسپکٹر جمشید نے ان کے چہرے پر ناکامی کے آثار دیکھے تو ہنس پڑے۔

"کیوں... نہیں ملا وہاں اس حلیے کا آدمی۔"

"جی نہیں... نہیں ملا۔" محمود نے منہ بنایا۔

"تصویر مجھے دکھاؤ۔" انہوں نے عجیب سے انداز میں کہا۔

انہوں نے تصویر لے کر دیکھی... پھر بولے:

"کیا اکرام بھی اس تصویر کو نہیں پہچان سکا۔"

"جی نہیں۔" وہ بولے۔

"اچھا خیر... اب ایک کوشش میں کرتا ہوں۔"

"جی... کیا مطلب۔" وہ حیران ہو کر بولے۔

"بس دیکھتے جاؤ۔"

یہ کہہ کر انہوں نے کاغذ پنسل سنبھال لیے... اب ان کا ہاتھ تیزی سے چل رہا تھا اور کاغذ پر ایک تصویر بن رہی تھی...

اچانک وہ بہت زور سے اچھلے۔

... پروگرام

"بس... یہ... یہ کیا ابا جان۔" وہ چلا اٹھے۔

"کیوں... کیا ہوا۔"

"یہ تصویر آپ نے کیسے بنادی۔"

"تم نے جو تصویر بنائی... وہ اور یہ ایک ہی آدمی کی تصویر ہے... فرق صرف یہ ہے کہ میں نے تصویر پر مونچھیں نہیں بنائیں... نہ دائیں گال پر تل بنایا... اس لیے کہ میں نے سوچا تھا... جب جاوید شانی ہوٹل اپنان کے کمرہ نمبر 32 میں داخل ہوئے تو منیجر کے ساتھ جو دوسرا آدمی تھا... وہ ضرور میک اپ میں ہوگا... لہٰذا میں نے اس کا میک اپ ختم کر دیا... لیکن تم کیوں اچھلے۔"

"اس لیے کہ ہم اس شکل و صورت کے آدمی کو کہیں دیکھ چکے ہیں۔"

"بہت خوب! کہاں دیکھ چکے ہو۔" انہوں نے فوراً پوچھا۔

"جاوید شانی کے ہاں۔"

"جاوید شانی کے ہاں... کیا مطلب۔"

"جلدی چلیے ابا جان... اب آپ کو ہمارے ساتھ چلنا

ہوگا۔" محمود نے پرجوش انداز میں کہا۔

"لیکن کہاں جانا ہوگا۔"

"بس آپ چلیں..."

"اچھی بات ہے۔"

وہ ان کے ساتھ باہر نکل آئے۔

"ہاں! کہاں چلوں۔"

"مردہ خانے یا پھر پوسٹ مارٹم کرنے والے دفتر کی طرف"

"اوہ اچھا... تم مجھے شاید شاوری کی لاش دکھانا چاہتے ہو۔"

"جی ہاں... یہی بات ہے۔"

"تو وہ لاش اس شخص کی ہے... یعنی تصویر والے شخص کی۔"

"ہاں ابا جان۔" تینوں ایک ساتھ بولے۔

"بہت خوب اس کا مطلب ہے... ورگی اور شاوری ایک ہی آدمی کے دو نام ہیں۔"

"اب اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔"

"بہت خوب! اب تو یہ کیس ختم ہو گیا... معاملہ حل ہو گیا... مردہ خانے چلنے کے بجائے... پہلے تم مل چلو... مل کے ملازمین اس تصویر کو دیکھتے ہی پکار اٹھیں گے... یہ تو ان کا ساتھی ہے..."

"اوہ اوہ۔" ان کے منہ سے نکلا۔

وہ ایک بار پھر مل پہنچے... انہیں پھر منیجر سے ملاقات کرنا پڑی... وہ انہیں دیکھ کر پریشان ہو گیا... خاص طور پر انسپکٹر جمشید کو

دیکھ کر۔

"آپ لوگ کیوں مجھے بار بار پریشان کر رہے ہیں۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"ہم نہیں... آپ خود اپنے آپ کو پریشان کر رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مطلب... یہ کیا بات ہوئی، میں کیوں کرنے لگا خود کو پریشان۔"

"ہم چند ملازمین سے بات کرنا چاہتے ہیں۔" محمود نے کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ یہی کام کر گئے ہیں۔"

"اس میں ذرا کسر رہ گئی تھی۔"

"اچھا میں آپ کو بھیج دیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے پھر گھنٹی بجائی... وہی ملازم آیا...

"انہیں کچھ لوگوں سے ملوا دو بھئی۔"

"تھوڑی دیر پہلے ہی تو ملوایا تھا سر۔"

"اب پھر ملوا دو... سرکاری لوگ ہیں بھئی۔" اس نے طنزیہ کہا۔

"شکریہ جناب۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

ملازم انہیں پھر اپنے ساتھیوں میں لے آیا... انہوں نے بھی ان کی طرف حیرت زدہ انداز میں دیکھا...

"آپ پھر آ گئے۔"

"ہاں! ہم پھر آ گئے... پہلے بھی آپ کو ہم نے ایک تصویر دکھائی تھی... اب بھی ایک تصویر دکھانے کے لیے آئے ہیں... امید ہے... معاف فرمائیں گے۔"

"نہیں نہیں... ایسی کون سی بات ہے... قانون کی مدد کرنا تو ہر شہری کا فرض ہے۔"

"شکریہ۔" انسپکٹر جمشید مسکرا دیے... پھر انہوں نے دوسری تصویر انہیں دکھائی... اس کو دیکھتے ہی وہ دری اچھلے...

"یہ تو خانو دادا ہے... منیجر صاحب کا خاص آدمی... انہوں نے یہاں ملازمین کو ڈرانے اور دھمکانے کے لیے رکھا ہوا ہے... ہر مل میں ایسے آدمی رکھے جاتے ہیں... تاکہ کوئی ملازم اکڑے تو اس کے ذریعے اسے ڈانٹ پلوا دی جائے۔"

"اور یہ خانو دادا کہاں ہیں۔"

"ان دنوں چھٹی پر ہیں... دو ماہ کی... ان کا جگر خراب ہو گیا ہے... علاج کرانے کی غرض سے انہوں نے چھٹیاں لی ہوئی ہیں۔"

"اوہ اچھا... ان کے گھر کا پتا بتا سکتے ہیں آپ لوگ۔"

"کیوں نہیں... لیکن یہ وہاں ملیں گے نہیں... علاج کرانے کے لیے نہ جانے کہاں گئے ہوئے ہیں۔ گھر پر تو تالا لگا ہوا ہے۔"

"اوہ اچھا... خیر... آپ میں سے خانو دادا کو جو زیادہ قریب سے جانتا ہے... وہ کون ہے۔"

"زیادہ قریب سے تو انہیں منیجر صاحب ہی جانتے ہیں۔"

"ان کے علاوہ۔"

"جی میں... میں ان کے پاس رہتا ہوں۔"

"او کے... آپ ذرا ہمارے ساتھ چلیں۔"

"جج... جی کیا مطلب... کہاں چلوں۔"

"آپ کو ایک شخص کا چہرہ دکھانا ہے، شاید آپ اسے پہچان لیں۔"

"منیجر صاحب سے اجازت لینا ہوگی جناب۔"

"ہاں ضرور... کیوں نہیں۔"

وہ منیجر کے پاس آئے اور بولے:

"ہم ان صاحب کو لے جارہے ہیں... ان سے کچھ کام ہے... ایک گھنٹہ تک یہ لوٹ آئیں گے۔"

"جی اچھا... لیکن کام کیا ہے۔" اس کے چہرے سے پریشانی ٹپک رہی تھی۔

"کچھ دیر بعد بتائیں گے۔"

وہ پھر نہ بولا... اب وہ اس ملازم کو لے کر باہر آئے... انہوں نے وائرلیس پر اکرام کو چند ہدایات دیں... پھر مردہ خانے آئے... شاہوری کی لاش پر سے کپڑا اٹھایا گیا...

"یہ کس کی لاش ہے۔"

"جی... میں نہیں جانتا جناب۔"

"او کے..." انہوں نے کہا اور اس لاش کی مونچھیں اکھاڑ

لیں... دائیں گال پر سے تل بھی نوچ لیا... ملازم چلا اٹھا:

"ارے یہ... یہ تو خانو دادا ہے۔"

ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا... انسپکٹر جمشید نے فوری طور پر اکرام سے بات کی...

"اکرام... جاوید شانی کی مل کے منیجر طاہر قدوائی کو فوری طور پر گرفتار کر لو... اور پرائیویٹ جاسوس کوری کو بھی... ساتھ ہی جاوید شانی کے وکیل اختر شومان کو..."

"بہت بہتر سر... کیا ان پر جرم ثابت ہو گیا ہے۔"

"جو لاش جاوید شانی کی کوٹھی سے ملی ہے... وہ مل کے ملازم خانو دادا کی ہے... اس کا دوسرا نام ذرگی ہے... اور تیسرا شاہوری۔"

"ارے باپ رے... اتنے نام ہتھیا رکھے تھے اس نے۔"

"ہاں! اکرام... فوراً حرکت میں آجاؤ... ورنہ یہ لوگ فرار ہو جائیں گے... انہیں احساس ہو چکا ہے کہ ان کے گرد گھیرا تنگ کیا جارہا ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں سر... نگرانی تو ان کی پہلے سے ہو رہی ہے... فرار یہ کیسے ہو سکتے ہیں۔"

"بہت خوب اکرام۔"

آدھ گھنٹہ بعد اکرام کا فون انہیں ملا... وہ کہہ رہا تھا:

"سر... دفتر میں تینوں موجود ہیں۔"

"اچھا! ہم آرہے ہیں... جاوید شانی کو بھی بلا لو... اور آئی جی

صاحب کو بھی۔"

"جی اچھا۔"

وہ فوراً پہنچے... تو سب لوگ وہاں آچکے تھے... صرف آئی جی صاحب نے کہا تھا کہ جونہی انسپکٹر جمشید پہنچیں... انہیں بتا دیا جائے... وہ آ جائیں گے... چنانچہ انہیں فون پر بتا دیا گیا... جلد ہی وہ بھی آ گئے... منیجر، وکیل اور جاسوس... تینوں خوف زدہ تھے... آخر انسپکٹر جمشید نے کہنا شروع کیا:

"منصوبہ بہت بھونڈے انداز میں ترتیب دیا گیا..."

"پہلے یہ بتاؤ جمشید... منصوبہ کیا تھا۔"

"مل پر قبضے کا۔"

"اوہ... یہی میرا خیال تھا۔"

"منیجر صاحب نے کچھ فرضی سی گڑبڑ کی... اور جان بوجھ کر اس گڑبڑ کو جاوید شانی کی نظروں میں بھی آنے دیا... تاکہ یہ اس کی طرف سے بدظن ہو جائیں... اور اسے وارننگ دیں... اس پروگرام کے مطابق اس گڑبڑ کی طرف اشارہ کر کے... ہوٹل اپچان کے کمرہ میں انہیں بلایا گیا... ہوٹل اپچان غنڈوں کا پسندیدہ ہوٹل ہے... وہاں غنڈوں کی حفاظت کی جاتی ہے... ہوٹل والوں کی طرف سے ان کی حفاظت کے سامان وہاں کیے گئے ہیں... یہاں سے فارغ ہو کر اس کی طرف بھی توجہ دیں گے... ان شاء اللہ..."

"بہت خوب!" آئی جی مسکرائے۔

"جب مسٹر جاوید شانی ہوٹل کے کمرے میں داخل ہوئے تو اندر موجود دوسرے آدمی نے دروازہ فوراً بند کر دیا... اس وقت اس کے ہاتھ میں چاقو تھا... جاوید صاحب تو بے چارے سہم گئے... پھر ذرگی ان کی طرف چاقو لیے بڑھا... جاوید شانی گھبرا کر دیوار سے جا لگے... نزدیک آ کر ذرگی نے ان پر چاقو کا وار کیا... لیکن ذرگی دیوار میں لگا... جبکہ جاوید شانی نے مارے خوف کے اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی تھی... ان حالات میں چاقو دیوار پر لگنا کس قدر عجیب ہے... وہ بھی ایک تجربہ کار غنڈے کے ہاتھ سے... بہرحال وہ سیدھا ان کے سامنے کھڑا ہو گیا... انہوں نے چاقو اٹھا لیا... اب بھی ذرگی نے کوئی حرکت نہ کی... یعنی انہیں چاقو اٹھانے کا پورا پورا موقع دیا... جبکہ ایسے غنڈے سے ایسی بات کی امید ہرگز نہیں کی جا سکتی... لیکن کمرے میں موجود ان دو آدمیوں کا منصوبہ تو دراصل فلم بنانا تھا اور ان کی فلم اس وقت بن رہی تھی... چاقو ذرگی کے پیٹ میں لگا... وہ چیخ مار کر گرا اور خون اس کے پیٹ سے نکلتا نظر آیا... اب ان کے تو ہاتھ پیر پھول گئے... لیکن ان کے منیجر نے انہیں تسلی دی... اور انہیں وہاں سے یہ کہہ کر نکال دیا... کہ وہ اس کا انتظام کر لیں گے... اس واقعے کے بعد جاوید صاحب اپنے منیجر کے خلاف کوئی بات کرنے کے قابل نہیں رہ گئے... اگر معاملہ صرف حساب میں گڑبڑ کا ہوتا تو جاوید صاحب کے لیے یہ واقعہ کافی تھا... لیکن ان کا منصوبہ تو دراصل مل پر قبضہ کرنے کا تھا... چنانچہ کچھ دنوں بعد ذرگی عرف شاہوری کے

ذریعے انہیں فون کر دیا گیا... کہ وہ اپنی مل فلاں شخص کو بطور تحفہ
دے دیں اور آپ ایسا نہیں کریں گے تو یہ ان کے حق میں برا ہو گا...
اور یہ کہ کیسٹ کو دیکھ لیں... ساتھ ہی انہیں ڈاک سے ایک کیسٹ
مل گئی... کیسٹ دیکھ کر یہ گھبرا گئے... کہ اب کیا ہو گا... اگر یہ کیسٹ
پولیس یا اخبارات کے ہاتھ لگ گئی... تو میں تو گیا کام سے... گھبراہٹ
نے ان کی عقل سلب کر لی... یہ سوچنے سمجھنے کے قابل نہ رہے... اگر
ان کے وکیل ان سے مخلص ہوتے تو وہ خود انہیں بتاتے کہ اگر یہ جرم آپ
سے سرزد ہوا ہے تو بھی صاف ظاہر ہے... آپ نے اپنی جان بچانے
کے لیے کیا ہے... اور پھر کیسٹ کو جب غور سے دیکھا جائے تو ڈراما
ویسے ہی نظر آ جاتا ہے... چاقو کا دیوار پر لگنا... دیوار پر لگ کر نیچے
گرنا... اور ڈرگی کا اٹھانے کے لیے نہ جھکنا... بلکہ ہاتھ پکڑ کر بیٹھ جانا...
جبکہ چاقو دیوار پر لگنے کی صورت میں ان کے ہاتھ پر تو چوٹ لگ ہی
نہیں سکتی... اصل نقطہ اس کہانی میں یہ ہے..." انسپکٹر جمشید نے
ڈرامائی انداز میں کہا۔

"جی... کیا مطلب؟" وہ چونک اٹھے۔

"دستے سے پکڑا ہوا چاقو دیوار پر ماریں... چاقو کی نوک دیوار
سے ٹکرائے گی... لیکن ہاتھ کو بالکل کوئی چوٹ نہیں لگے گی... جب
چوٹ نہیں لگی تو چاقو اس کے ہاتھ سے کیسے گرا... گر ہی گیا تھا تو اس
نے فوراً جھک کر اسے اٹھایا کیوں نہیں۔ صاف ظاہر ہے... وہ چاہتا
تھا۔ چاقو جاوید شانی اٹھا لیں... اور اس سے اس کے پیٹ پر وار کریں...

تاکہ وہ مر جائے اور جاوید صاحب طاہر قدوائی کے قابو میں آ جائیں۔"

"لل... لیکن ابا جان... یہ کیسے ہو سکتا ہے... اس طرح خود
کو مروا ڈالنا کون پسند کرتا ہے، اور اگر وہ اس وقت مر گیا تھا تو بعد میں
اس کی لاش کیوں ملی... جبکہ کوری صاحب اسے زندہ حالت میں پکڑ
کر جاوید صاحب کے سامنے لائے تھے۔"

"ہاں یہی بات ہے... ڈرگی، جاوید شانی کے وار کے باوجود مرا
نہیں تھا... نہ اس کے پیٹ سے خون نکلا تھا... بلکہ وہ چاقو مصنوعی
تھا... ایسا چاقو عام مل جاتا ہے... فلموں اور ڈراموں میں ایسے ہی خنجر
اور چاقو استعمال ہوتے ہیں... جن کا پھل کسی کو مارا جاتا ہے...
پھل دستے کے اندر چلا جاتا ہے... شکار کو تو لگتا ہی نہیں... اس کی
تھوڑی سی نوک ضرور باہر رہ جاتی ہے... جو خون سے بھری پلاسٹک یا
ربڑ کی تھیلی سے جا لگتی ہے... اس تھیلی میں سوراخ ہو جاتا ہے اور اس
سوراخ سے خون نکلنے لگتا ہے... اور نظر یہ آتا ہے... کہ چاقو اس کے
پیٹ میں جا لگا ہے... چنانچہ ڈرگی تو اس وقت مرا ہی نہیں تھا... اسی
لیے وہاں سے جاوید شانی کو ہٹا دیا گیا... تاکہ انہیں کوئی شک نہ ہو...
انہوں نے کیسٹ ملنے پر بھی یہ نہ سوچا... کہ یہ ان کے خلاف ایک
ڈراما تھا... اگر ڈراما نہ ہوتا تو کیسٹ کیسے بن سکتی تھی... پھر تو وہ ایک
اتفاقی حادثہ ہوتا... لیکن چونکہ وہاں فلم بنانے کا پروگرام پہلے سے تھا
... اس لیے یہ سو فیصد ڈراما تھا... جو بری طرح فلاپ ہو گیا... اگرچہ
اس ڈرامے میں رنگ وکیل صاحب نے بھی بھرا اور پرائیویٹ

جاسوس کوری صاحب نے بھی بھرا... ڈرگی تو ان کا پہلے ہی ساتھی تھا
... جبکہ آپ کی صورت میں اس کو جاوید شانی صاحب کے سامنے پیش
کیا گیا اور کیسٹیں بھی ساتھ پیش کی گئیں... تاکہ جاوید صاحب کو یہی
نظر آئے کہ وکیل صاحب اور جاسوس صاحب ان کے بہت بڑے
ہمدرد ہیں... جبکہ وہ اصل میں ساتھی ہیں منیجر صاحب کے... اگر ان
کے ساتھی نہ ہوتے تو وکیل صاحب فوراً کہہ دیتے... اول تو یہ ڈراما تھا
... اور اگر ڈراما نہیں تھا، تب بھی آپ نے اپنی جان بچانے کے لیے ڈرامہ
کیا ہے... کیسٹ دیکھنے کے بعد پولیس آپ کو گرفتار کر ہی نہیں سکتی...
لیکن افسوس... انہیں غلط فہمی میں مبتلا رکھنے کے لیے... ان لوگوں
نے انہیں فون کروایا... پھر ڈرگی عرف شاہوری کی لاش ان کی کوٹھی
میں پھینک دی... اب آپ کہیں گے... شاہوری کو کس نے مارا... تو یہ
کام بھی ان تینوں کا ہے... انہوں نے سوچا... اب شاہوری عرف ڈرگی
کا کام ختم ہو گیا ہے... انہیں اس کی ضرورت نہیں رہی... لہٰذا اسے
ل میں شریک کیوں کریں... ایک زائد حصے دار کیوں بنائیں... لہٰذا
ان تینوں نے انہیں قتل کر دیا... اس سے یہ فائدہ بھی اٹھانا چاہتے تھے
کہ جاوید شانی اس کیس میں الجھ کر رہ جائیں گے... لیکن ایسا نہیں
ہو سکا... اب آپ تینوں اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہیں تو سننے کے لیے
تیار ہیں... اول تو میرے خیال میں... اب آپ لوگوں کے پاس کہنے
کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔"

ان میں سے کوئی کچھ نہ بولا... وہ ان کی طرف دیکھتے رہے۔

"ایسا لگتا ہے... اب آپ لوگ کچھ نہیں کہیں گے... کچھ
نہیں بولیں گے... آپ لوگوں کی زبانیں شاید گنگ ہو گئی ہیں... یا ان
میں کنکرے پڑ گئے ہیں۔" فاروق شوخ آواز میں کہتا چلا گیا۔

"حد ہو گئی... ارے بھائی کنکرے آنکھوں میں پڑتے ہیں...
زبانوں میں نہیں پڑتے... تم اتنا بھی نہیں جانتے۔" محمود نے جل کر کہا۔

"اوہ سوری..." وہ گڑبڑا گیا... پھر جلدی سے بولا:

"میرے خیال میں... اب یہ لوگ کوئی جواب نہیں دیں گے
... دیں بھی کیا، انہوں نے جو بویا تھا... بویا... اب تو فصل کٹنے کا وقت
ہے... فصل جیسی بھی ہو گی... انہیں کاٹنا ہو گی... اور یہ جیل کی فصل
کاٹیں گے... کیا میں نے کچھ غلط کہا۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"آج تو تم نے کچھ اونچی سی بات کہہ دی۔" فرزانہ کے لہجے
میں حیرت تھی۔

"لیکن تم حیران کس بات پر ہو؟"

"اسی بات پر۔" فرزانہ بولی۔

"اسی بات پر... کس بات پر۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"بس تم کسی بات پر سمجھ لو۔" محمود نے فوراً کہا۔

فاروق نے انہیں اس طرح دیکھا... جیسے ان کے دماغ چل
گئے ہوں۔

❧❧❧❧